

بابِ امن
بہشتی دروازہ

ریاست علی مجددی

اویسی بک سٹال جامع مسجد رضائے مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پیپلز کالونی گوجرانوالہ
0333-8173630

Scanned with CamScanner

شیخ الاسلام والمسلمین، حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ
کے مشہور و معروف ''بہشتی دروازہ'' کے متعلق مدلل اور ایمان افروز مجموعہ

بابِ امن

المعروف

بہشتی دروازہ

تالیف

ریاست علی مجددی

اویسی بک سٹال جامع مسجد رضائے مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیپلز کالونی گوجرانوالہ
0333-8173630

فہرست

اِنْتِسَابْ

اپنے پیرو مُرشد... قِبلہ عالم... سراج العارفین... امام السالکین
شہبازِ طریقت... شناسائے رموزِ معرفت وحقیقت... آفتابِ نقشبندیت ومجددیت
چراغ راہِ جہاد... داعی صراطِ حق... وقارِ عالماں... صاحبِ عرفاں
سعیدِ عصر... غوثِ زماں... اِک ملک صفت انساں
تاجِ زمانہ... پہچانِ گوجرانوالہ... سعیدُ الاولیاء
شارح مکتوباتِ امام ربانی

حضرت علامہ ابوالبیان **پیر محمد سعید احمد مجددی** قدس سرہٗ السرمدی

کی خدمتِ اقدس میں بصد عجز و نیاز
جن کی نگاہِ فیض سے بندۂ ناچیز یہ خدمت سرانجام دے سکا
اور جن کے چہرے کا دیدار ہی میری بخشش کا سبب ہے
گر قبول اُفتدزہے عزّ و شرف
ریاست علی مجددی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ، سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ!

تمام تعریفیں اُس رحمٰن ورحیم، اللہ کریم ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کی پرورش فرمانے والا ہے۔ اور لاتعداد درود وسلام سیّدالعٰلمین، شفیع المذنبین، اکرمُ الاوّلین والآخرین، سرورِ عالم، نورِ مجسم... احمدِ مجتبےٰ... محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں، جن کی خاطر یہ بزمِ ہستی سجائی گئی، اور پھر آپ ہی کو کائناتِ عالم کے لئے نجات دہندہ اور وسیلۂ اعظم کے مرتبہ پر فائز کیا۔

اللہ تعالیٰ نے اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بخشش ونجات کے لئے لاتعداد اسباب پیدا کئے ہیں، انہی اسباب میں سے ایک سبب حُبِّ اولیائے کرام رحمہم اللہ اور ان کا وسیلہ بھی ہے۔ اس مقدس جماعت کی صحبت اختیار کرنے والا، ان کی خدمت بجالانے والا، اور انکی ضروریات کو بدرجۂ اتم تکمیل تک پہنچانے میں سعی کرنے والا، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم نہیں رہتا، اور انشاءاللہ اسی وسیلہ کی بنا پر رُوزِ حشر ربّ کریم کا کرم شاملِ حال ہو ہی جائے گا۔ اصحابِ کہف کے کتے کے متعلق ہی غور کرلیں، محض ان کا ایک ساتھی ہونے کے سبب بغیر کسی عمل صالح کے جنت میں جائے گا۔ ہم اللہ کے کرم سے کیوں مایوس ہوں، ہم تو پھر بحیثیت مسلمان اُس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمہ گو اور اُمتی ہیں اور اولیاء کرام بھی تو انہی کے طفیل سے فائز کردہ ہیں۔

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا؛

شنیدم کہ در رُوزِ بیم ......✻...... بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم
﴿میں نے سنا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بُروں کو نیکوں کے طفیل بخشے گا﴾
اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حقیر اعمال پر بھی خوش ہو کر بخشش فرما دیتا ہے
رحمتِ حق بہانہ می جوید ......✻...... رحمتِ حق بہا نمی جوید

اس پر بکثرت احادیثِ مبارکہ شاہد ہیں، کہ کتے کو پانی پلانے پر، راستے سے تکلیف دہ

اشیاء، (کانٹے، پتھر، وغیرہ) ہٹانے پر، حشرات الارض سے لے کر چرند، پرند تک کی خدمت کرنے پر، الغرض مخلوق پر رحم کرنے کا عمل تو اللہ تعالیٰ کو بہت ہی محبوب ہے۔

کرو مہربانی تم اہلِ زمیں پر
خدا مہرباں ہو گا عرشِ بریں پر

یہ مسلّمہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت عاصیوں کی تلاش میں رہتی ہے، کہ کاش! کوئی تائب ہو کر رحمتِ الٰہی کا مستحق بن جائے، اور دوزخ سے بچ کر جنت کا حقدار بن جائے، جس پر آیاتِ رحمت گواہ ہیں مثلاً

" لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ " ﴿سورۃ الزمر:۵۳﴾

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہوں

" اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ " ﴿سورۃ الاعراف:۵۶﴾

بے شک اللہ کی رحمت نیکوں سے قریب ہے

انہی اسباب میں سے ایک بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ کا مشہور و معروف "بہشتی دروازہ" بھی ہے جو رحمتِ الٰہی کے اظہار اور خیر و برکت کا ایک ذریعہ ہے، اور اس سے گزرنا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث بھی ہے۔ پس جو کوئی دُرست نیت اور صحیح اعتقاد کے ساتھ بہشتی دروازہ سے گزرتا ہے، رب کریم اس کے لئے اپنی رحمت کے دریچے کھول دیتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے جس پاک زبان سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنت تقسیم فرمائی، جنت کو ماں کے قدموں کے نیچے قرار دیا، اپنے گھر اور منبر کے درمیانی حصے کو جنت کا باغ قرار دیا، حضرتِ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے گھر کو امن والا قرار دیا، اُسی پاکیزہ زبان مبارک سے بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے اس دروازہ کے متعلق ارشاد فرمایا؛

" مَنْ دَخَلَ هٰذَا الْبَابَ فَقَدْ اَمِنَ "

﴿جو اس دروازہ سے گزریگا وہ امن پا جائے گا﴾

آپ ﷺ کے فرمانِ عالیشان کی روشنی میں اسے "بابِ جنت یا بہشتی دروازہ" کہا جاتا ہے۔

قرآن مجید میں بھی ایک دروازہ کا ذکر ہے، جس میں بنی اسرائیل کو توبہ کرتے ہوئے گزرنے کا حکم ہوا۔ یہ دروازہ بیت المقدس یا اس کے قریب ایک اریحا نامی بستی کا تھا، جو اُن کے

لئے متبرک اور بمنزلہ کعبہ تھا۔ جب یہودیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں دعا کیلئے التجا کی، تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا؛

" وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ۚ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ "

اور اِس دروازے میں سجدہ کرتے داخل ہو، اور کہو ہمارے گناہ معاف ہوں ہم تمہاری خطائیں بخشیں گے، اور قریب ہے کہ نیکی والوں کو ہم اور زیادہ دیں ﴿سورۃ البقرۃ:۵۸﴾

راقم الحروف نے اپنے والدین کی دُعاؤں اور اپنے پیر و مرشد کی نظرِ کرم سے شیخ الاسلام والمسلمین بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ کے مشہور و معروف "بہشتی دروازہ" کے بارے میں برائے وسیلہ نجات اُخروی یہ ادنیٰ سی کوشش کی ہے، قارئین کرام! سے گذارش ہے کہ جہاں کہیں کوئی سقم نظر آئے، تو بجائے تنقید کے اصلاحی پہلو کے پیشِ نظر ضرور آگاہ فرمائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ ایڈیشن میں اُس کی تصحیح کرنے کی کوشش کی جائے گا۔

میں خصوصی طور پر شکر گزار اور احسان مند ہوں محترم والقام الحاج محمد رحمت سیالوی اور اُن کے پسر غلام فرید سیالوی (گوجرانوالہ) کا جنہوں نے اسے زیورِ اشاعت سے آراستہ کرانے کے لئے مُعاونت فرمائی، دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کے صدقے اُنہیں صحت و تندرُستی عطاء فرمائے اور کاروبار میں مزید وسعت و برکت عطاء فرمائے...آمین۔

باؤ محمد طارق مان جو اس کا محرک بنے اور اپنے محکمہ ورکس اینڈ سروسز (پی۔ڈبلیو۔ڈی) کی ایک معروف اور قابل ترین شخصیت، محمد ظہیر خاں صاحب (ایمن آباد) جنہوں نے انتہائی اہم مشوروں سے نوازا، اللہ تعالیٰ انہیں دارین کی نعمتوں سے مالا مال فرمائے۔

نیز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا ہے کہ اپنی مقرب ہستیوں کے طفیل اس کتاب کو قارئین کے لئے نفع بخش بنائے، جن علماء و مشائخ کے کلام سے استفادہ کیا گیا، اللہ تعالیٰ اُن کا فیضان عام فرمائے، اور جو صاحبانِ ذوق اِس کا مطالعہ کر کے بہشتی دروازہ سے گزریں اُنہیں اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے اور رُوزِ حشر اپنے پیارے حبیب، محمد مصطفیٰ ﷺ کی شفاعت سے بہرہ مند فرمائے۔ آمین، یاربُّ العٰلمین، بجاہِ سیدُ المرسلین ﷺ

ریاست علی مجددی

غلط فہمی کا ازالہ

نیک اعمال بہترین سرمایہ ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ہر مسلمان کو اعمالِ صالح کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی خاص مہربانی سے اُنہیں قبول فرمائے۔ اور توفیق بھی تو محض فضلِ ربی ہی پر موقوف ہے اور اُس کا فضل کسی سبب اور عِلّت کا محتاج نہیں۔ پس یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ بہشتی دروازہ بھی اولیاء اللہ پر اس کے فضل وکرم کا ہی اظہار ہے۔

جاہل اور غالی قسم کے پیر پرست یہ تأثر دیتے ہیں کہ ہم بہشتی دروازہ سے گزر گئے بس اب ہم بہشتی ہو گئے، پھر کیسی نماز اور کیسا روزہ۔ یہ محض تلبیسِ ابلیس یعنی شیطانی دھوکہ ہے۔ ایسے جاہلوں کے ورغلاوے میں ہرگز نہیں آنا چاہیے۔ ان جاہلوں اور غالیوں کی غلط باتوں سے مخالفین کو صوفیہ کرام و اولیاءِ عظام رحمہم اللہ پر حرف گیری کا موقع ملتا ہے، لہٰذا! اس قسم کے لوگوں سے بچنا چاہیئے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اُس نوری جماعت کی خوش بختی ملاحظہ فرمائیں، جنہیں خود نبی کریم ﷺ نے جنتی ہونے کی بشارت دی، اور آپ کے فرمان کے مطابق یہ دس صحابہ کرام (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ...حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ...حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ...حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ... حضرت ابو عُبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ ...حضرت زُبیر رضی اللہ عنہ ...حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ...حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ ... حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ...حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ) جو "عشرہ مبشرہ" کے نام سے مشہور ہیں، حقیقتاً جنتی ہیں، اُن کے جنتی ہونے میں کوئی شک نہیں، جو کرے گا وہ دوزخی ہوگا۔ اتنی بڑی سند حاصل ہونے کے باوجود بھی ان پاک نفوس نے ایسی مثالی زندگی گذاری، جس پر تاریخ شاہد ہے کہ اُنہوں نے نہ کبھی نماز چھوڑی، نہ روزہ چھوڑا...... اور نہ ہی جہاد سے منہ موڑا، بلکہ وہ تو اسلامی احکامات و معاملات میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر عمل کرنے کی کوشش کرتے رہے، اور فکرِ آخرت میں تو اُن کی سفید داڑھیاں آنسوؤں سے تر ہو جایا کرتی تھیں۔

پس اس سے یہ واضح ہو گیا کہ صرف اور صرف بہشتی دروازہ سے گزرنے پر ہی انحصار کر لینا اور

اسلام کے احکامات کو نظر انداز کر دینا یہ بہت بڑی جہالت ہے۔

لہٰذا مسلمانوں کو چاہیئے کہ بخشش کے اسباب کے ساتھ ساتھ اعمالِ صالحہ نماز پنجگانہ، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ عبادات میں جدّ وجُہد رکھیں اور تصوّر میں رہے کہ اللہ عزّ وجل نا معلوم کس نیکی سے راضی ہو جائے۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ جس طرح محض اعمالِ صالحہ پر بھروسہ کر لینا اور فضلِ ربّی سے قطع نظر کر لینا غلط ہے، اسی طرح نیکیوں کو چھوڑ کر صرف بہشتی دروازہ میں سے گزرنے کے بعد گناہ پر نڈر اور بے باک ہو جانا بھی گمراہی ہے۔

یہ تو ہو نہیں سکتا کہ پورا سال چوریاں کرے اور کرائے، ڈاکے مارے، شراب پیئے، جوا کھیلے، زنا، سود جیسی برائیوں میں ملوث رہے، بلکہ اِن جرائم میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش میں رہے، پھر سال کے بعد بہشتی دروازہ سے گزر جانے کے بعد یہ بھی سمجھے کہ تمام بداعمالیاں معاف ہو گئیں، اور سال بھر دیدہ دلیری سے گناہ کرتا رہے۔ ایسا عقیدہ بالکل ہی غلط اور اسلام کے منافی ہے۔ وہ صاحبان جن پر تبلیغ وہدایت کا فرض عائد ہوتا ہے، خصوصاً "علماء و مشائخ" کو چاہیئے کہ لوگوں میں حقوق العباد کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے، توبہ کی حقیقت سے آگاہ کریں کہ اصل توبہ تو یہ ہے کہ پھر دوبارہ وہ گناہ نہ کیا جائے۔ ورنہ زبانی توبہ تو اللہ تعالیٰ سے مزاح ہے، اور اس کے غضب کو اُبھارنا ہے۔

محترم خالد حسین چشتی بی اے ایل ایل بی اپنی تصنیف "بابا فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ" کے صفحہ نمبر ۱۱۴ پر رقمطراز ہیں کہ اس پاک و مقدس دروازہ سے گزرنے کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اس دروازہ سے گزرے گا یعنی جس دروازہ سے حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ گزرے یعنی جو شخص بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نقشِ قدم پر چلے، قطعی جنتی ہوگا۔ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نقشِ قدم تو اللہ تعالیٰ کی توحید اور اِتباعِ سُنّتِ رسول ﷺ کے سوا کچھ نہیں۔ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ تمام ممنوعات ونواہی سے باز نہ رہے اور بہشتی دروازہ سے گزر کر سرخرو ہو جائے۔ یقیناً توبہ کے بعد اگر گزرے گا اور اس پر ثابت قدم رہے گا تو لازم ہے کہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرید کے راہبر ہوں گے۔ ان کے کرم اور پنجتن پاک کے طفیل اللہ تعالیٰ اُسے بخش دے گا۔ آمین اور چونکہ شفیع اُمّت ﷺ اس جگہ تشریف فرما ہو چکے ہیں، ان کے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے بخشش ونجات یقینی ہو جائے گی۔

جناب سید مسعود الرحمٰن شاہ (ماڈل ٹاؤن لاہور) نے اپنی تصنیف "مجموعہ علم وحکمت" میں صفحہ نمبر ۱۵۴ پر فوائد الفواد کے حوالے سے تحریر فرمایا ہے کہ روضہ پاک کی تعمیر کے آخری ایام میں خواجہ نظامؒ

الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو سرورِ کائنات، حضرت رسول مقبول ﷺ خواب میں پاکپتن میں ملے اور فرمایا؛ نظام الدین! تم نے بہت اچھا کیا کہ اپنے پیرومرشد کا مزار اتنے ذوق و شوق سے بنوایا، اور ایک ایک اینٹ پر ختم کلام اللہ کروایا، ہم تم سے خوش ہیں، اب تم جنوبی دروازہ کا نام بابُ الجنت (یعنی بہشتی دروازہ) رکھ دو، اور عام اعلان کردو کہ جو شخص اس دروازہ سے یہ کلمات "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَتُوْبُ اِلَیْكَ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ" (یا اللہ میں تمام گناہوں سے پکی توبہ کرتا ہوں) پڑھ کر گذرے گا، اللہ تعالیٰ اسے جنت سے سرفراز فرمائے گا۔ بشرطیکہ وہ شخص آئندہ گناہوں کا مرتکب نہ ہو، اور صوم، صلوٰۃ کا پابند رہے، کلمات مذکورہ باوضو ہو کر گذرتے وقت تین بار پڑھنا ضروری ہیں۔

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد نظامُ الدّین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے جو ملفوظات لکھے ہیں ان میں یہ لکھا ہے: اب ہوتا یہ ہے کہ اہلِ علم و دانش تو اس دروازے سے مذکورہ بالا شرائط اور پابندی کو ملحوظ خاطر رکھ کر گذرتے ہیں اور عوام الناس ان کی دیکھا دیکھی بغیر کسی طہارت اور شرائط کے گذرتے ہیں جو بے سود ہے۔ اس دروازہ کو عبور کرنے کے شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ گذرنے والے مرد ہوں، عورتیں نہ ہوں، حضرت خواجہ نظامُ الدّین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت فرمائی تھی کہ دروازہ سے صرف مرد حضرات ہی گذریں۔

جانشینِ فقیہہ اعظم حضرت مولانا صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری مدظلہٗ اپنی ایمان افروز اور مدلل تصنیف "بہشتی دروازہ" کے صفحہ نمبر ۱۲ پر فرماتے ہیں کہ اس مقدس دروازہ سے گذرنا باعثِ رحمت و برکت ہے اس میں کوئی شک نہیں مگر اسی پر انحصار اور دیگر اعمال صالحہ بلکہ فرائض تک سے بے پرواہی سراسر تباہی ہے اور اس سے روگردانی عذابِ الٰہی کو دعوت دینا (العیاذ باللہ) جہاں گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک دروازے کو قُربِ الٰہی کا وسیلہ بنائیں وہاں یہ مکمل خیال رہے کہ خدانخواستہ فرائض و سنن میں کوتاہی نہ ہو، یاد رکھئے! ولی کی بارگاہ میں امام الانبیاء، سرورِ کائنات ﷺ کی اتباع میں ذرہ بھر بھی فرق آ گیا، تو وہ بزرگ خوش نہیں ہوں گے، اور خدائے لم یزل کی بارگاہ میں منہ دکھانے کے قابل نہ رہو گے۔ آیئے ہم سب اہلِ اسلام مل کر گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے بہشتی دروازہ سے گذریں، اور یہ عہد کریں کہ زُہد الانبیاء شیخ الاسلام حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے نقشِ قدم پر چلیں گے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے...... امین۔

وجہ تسمیہ بہشتی دروازہ

شیخ الاسلام والمسلمین، حریق الحجیت حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات میں سے ایک بہشتی دروازہ ہے جو آپ کے فیضِ عام ... لطفِ دوام ... فضل و کرم اور بخشش و عطاء کی علامت ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے دو دروازے ہیں، ایک جانب مشرق اور دوسرا جانبِ جنوب، اور یہی "بہشتی دروازہ" کہلاتا ہے۔

اس دروازہ کی فضیلت مُعتبر طور پر بیان کی گئی ہے کہ جو کوئی اس دروازہ سے گزر جائے گا اُس پر دوزخ کی آگ حرام ہو جائے گی۔

بہشتی دروازہ اُمّتِ مُسلمہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کا مظہر ہے۔

حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے جب (۶۸۸ھ) میں وصال مبارک فرمایا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نمازِ جنازہ ادا کرنے کے بعد جسدِ مبارک کو اُس جگہ امانتاً دفن کیا، جہاں اب حضرت شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ گنجِ علم کا مزار ہے۔ اس دوران حضرت سلطان المشائخ خواجہ سید نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ دہلی میں جلوہ افروز تھے، جب آپ کو اپنے مرشد پاک کے وصال کا علم ہوا تو دہلی سے چل کر پہلے اپنے دادا مرشد، قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پاک پر کچھ دیر مراقب رہ کر اور وہاں سے حکم حاصل کر کے پاکپتن شریف حاضری کا اِفتخار حاصل کیا اور اپنے پیرومرشد کا روضہ شریف بنانا چاہا، تو غیبی آواز سُنی کہ

بنائے روضہ از خشت پاک طیّار ساختہ بر آنها ختم کلام اللہ خوانده ازآں خشتهائے مرمت روضہ شریف بکنید

یعنی روضہ شریف کی بنیاد ایسی پاک اینٹوں سے رکھنا جن پر قرآنِ پاک ختم کئے گئے ہوں اور ان ہی سے روضہ شریف کی مرمت کرنا۔ یہ سن کر خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کو جمع کیا (اربابِ صدق و یقین پر مخفی نہ رہے کہ آپ کے خلفاء کی تعداد ہزاروں میں تھی، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کُتبِ سیرت میں پچاس ہزار تک درج ہے)، پھر سینکڑوں حفاظِ کرام بلُوائے۔ اور ایک ایک اینٹ پر قرآنِ پاک ختم کرایا، پھر ان اینٹوں سے روضہ شریف تیار کرایا۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک ایک اینٹ پر گیارہ، گیارہ بار قرآن شریف کا ختم کرایا۔ آپ نے اس خدمت کو اس طرح سے انجام دیا کہ اینٹوں کے بھٹہ سے لیکر روضہ شریف تک تمام اولیاء و اصفیاء جنّ و اِنس کی ڈہاک لگا دی۔ جس وقت روضہ پاک کی عمارت شروع ہوئی تو بھٹہ سے ایک اینٹ بذریعہ ڈہاک ہاتھوں ہاتھ چلتی تھی، جس پر روضہ شریف تک پہنچتے پہنچتے گیارہ قرآن مجید کا ختم ہو جاتا تھا یعنی اس قدر اولیاء کرام و بزرگانِ عظّام موجود تھے کہ جن کے حِصّہ میں مشکل سے ایک، ایک آیت قرآن شریف کی آتی تھی، (دریائے ستلج اُس وقت پاکپتن کی دیوار کے سایہ تلے بہتا تھا جسے اب "بشارت" کہتے ہیں، اُس میں چھوٹے حجم کی پختہ اینٹوں کو غُسل دے کر ان پر قرآن کریم پڑھا جاتا تھا اور پھر وہ اینٹیں باوضو معمار روضہ اقدس میں لگاتے تھے) جب کام مکمّل ہو گیا تو تمام صاحبزادگان اور خُلفاء اور مریدین نے مل کے حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جسدِ مبارک کو قبر سے نکالا اور پھر اس کو خوشبو سے مُعطّر کیا، اس عرصے کے دوران ارواحِ پاک سید المرسلین ﷺ و جملہ انبیاء و اصحابہ کبار و امامین و پیران شجرہ شریف ظاہر ہوئیں۔

آپ کو دوبارہ اُس جگہ دفن کیا گیا جہاں آپ مُدّتُ العُمر یادِ الٰہی میں مشغول رہے۔ آپ کی دوبارہ تدفین کے لئے کچی اینٹیں درکار تھیں اور وہ موجود نہ تھیں، اس وقت حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رُوح مبارک نے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو اِرشاد فرمایا کہ شرق کی طرف جو جالیاں چھوڑی ہوئی ہیں ان کو توڑ کر کچی اینٹیں نکال لو اور ان کو لحد میں لگا دو (اینٹیں نکالنے سے شرق میں دروازہ بن گیا) اس دروازہ سے ارواحِ مبارک

حضرت سرورِ عالم ﷺ اور اَولیاء کبار رحمۃ اللہ علیہم باہر آئیں اور روضہ شریف کے متصل جو چھوٹی سی کوٹھری بنی ہوئی ہے، جس کا نام قدمِ رسُول اللہ ﷺ ہے، یہاں سب کھڑی ہو گئیں، اور خواجہ سید نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو ارشاد ہوا کہ اے نظام الدین (رحمۃ اللہ علیہ)! ہم کو بارگاہِ ربُّ العزّت سے فرمان ہوا ہے کہ جو کوئی اس دروازہ سے گزرے گا انشاء اللہ اُسکی بخشش ہو جائے گی اور وہ آتشِ دوزخ سے نجات پائے گا۔ تم باآوازِ بلند اِس بات کا اعلان کر دو کہ

"مَنْ دَخَلَ هٰذَا الْبَابَ اٰمِنَ"

﴿جو اس دروازہ سے گزریگا وہ امن پا جائے گا﴾

اِس ارشادِ نبوی ﷺ پر حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ مسجد کے مینار پر چڑھ گئے اور تین دفعہ باآواز بلند ہر طرف آواز دی تو آپ کی آواز شرق سے غرب تک پہنچ گئی۔ لیکن بعض لوگ جو دل کے اندھے تھے، انہوں نے اس سے انکار کیا۔ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے اُس وقت بارگاہِ رسالت میں عرض کیا، یا رَسُولَ اللہ ﷺ! ازراہِ کرم اپنے دیدار سے لوگوں کو مُشرّف فرماویں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ کی یہ گذارش قبول فرمائی اور اِرشاد فرمایا۔

"ہر کس کہ اندریں زماں آید ہمہ را بچشمِ ظاہر معائنہ شود"

﴿جو کوئی اس وقت آئے بلا شبہ اپنے چشم ظاہر سے مجھے دیکھ لے﴾

یہ سن کر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ پر ایک کیفیت طاری ہو گئی

اور اسی حال میں آپ نے دستک دے کر باآوازِ بلند کہا

﴿"اللہ، محمد، چار یار۔ حاجی، خواجہ، قطب، فرید فرید فرید"﴾

اور اس دروازہ میں داخل ہو کر مشرقی دروازہ سے باہر آ گئے۔

"الحال آن دروازہ بہشتی مے گویند"

آج تک اس دروازہ کو بہشتی دروازہ کہتے ہیں۔

﴿جواہر فریدی: ۲۹۶ ❖ خزینہ برکات ولی: ۳۹ ❖ انوار الفرید: ۲۸۷، ۴۲۱ ❖ عرس فریدی: ۴۹ ❖ بابا فرید الدین: ۱۱۱﴾

”اللہ، محمد، چار یار......حاجی، خواجہ، قطب، فرید“

نعرے کی وجہ تسمیہ

اس نعرے کی اصل بھی مذکورہ بالا روایت ہی ہے' آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دَر پر حاضِر ہونے والے زائرین کا نعرہ عام طور پر اور خصوصاً عُرس کے موقع پر بہشتی دروازہ سے گزرتے وقت حضرت خواجہ سید محبوبِ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کی اِتباع میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی رُوحانی کیفیت سے حُصُولِ برکت کے لئے آپ ہی کے درجہ ذیل الفاظ پر مشتمل ہوتا ہے

❖ اللہ، محمد، چار یار...حاجی، خواجہ، قطب، فرید، حق فرید، یا فرید ❖

-•●❖❖❖●•-

شیخ الاسلام والمسلمین، فردُ الاولیاء، محبوب ذاتِ کبریا، فرید الحق والشرع والدین، فرید الدین مسعود گنج شکر عرف بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رگ رگ اور نس نس میں پیر کی محبت بسی ہوئی تھی، آپ نے اس عقیدت کا مظاہرہ کئی بار کیا۔ ایک روز حضرت قُطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے فرمایا: فرید بابا! جاؤ بازار سے کچھ مٹھائی لے آؤ، تاکہ حضرت خواجہء خواجگان خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ (پیر دستگیر خواجہ سید معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ) کی فاتحہ دلا دیں، پیر کا حکم سر آنکھوں پر، آپ فوراً تعمیلِ حکم کے لئے بازار میں آئے، اور حلوائی کی دکان سے مٹھائی خریدنے لگے۔ اسی دوران سڑک پر ایک ہنگامہ سُنائی دیا۔ آپ نے پلٹ کر دیکھا تو ایک ہجوم ادھر کو آرہا تھا، آپ نے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کیسا شور ہے؟ تو لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت نجم الدین صغریٰ رحمۃ اللہ علیہ پر وجدانی کیفیت طاری ہے اور آپ اسی حالت میں اس طرف تشریف لا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہے کہ جو آج میری صورت دیکھ لے گا جنت میں جائیگا۔ اور منادی اس بشارت کا اعلان کر رہے ہیں کہ آج جو شخص آپ کے چہرہ کی زیارت کرے گا، اس پر دوزخ کی آنچ (آگ) حرام ہو جائے گی۔ جس وقت حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حال سُنا تو آپ حلوائی کی دوکان کے ایک گوشہ میں پوشیدہ ہو کر بیٹھ گئے اور آنکھوں کو بہت شِدّت

سے بند کر لیا۔ جب وہ ہنگامہ نکل گیا تو آپ شیرینی لے کر حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ عالی میں حاضِر ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ بابا بڑی دیر لگا دی، کیا کرنے لگے تھے، تو آپ نے اپنے چُھپ کر بیٹھنے کا تمام حال عرض کر دیا۔ حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے متعجب ہو کر دریافت فرمایا کہ بابا تم کو کیا شک تھا کہ منادی غلط ندا دیتے ہیں؟ آپ نے عرض کیا کہ ”حضُور اگر شک ہوتا تو چُھپ کر کیوں بیٹھتا، غُلام تو حضور کی صُورت دیکھنے والا ہے، طبیعت کو یہ گوارا نہ ہوا کہ حضور کا رخِ انور دیکھنے کے بعد کسی اور کی صورت بھی دیکھوں“۔ یہ سنتے ہی حضرت خواجہ قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ جھوم گئے اور آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہو گئی، پھر آپ نے اسی کیفیت میں ارشاد فرمایا۔ نجم الدین رحمۃ اللہ علیہ پر تو کئی سال کی محنتِ شاقہ کے بعد صرف آج ہی یہ کیفیت طاری ہوئی ہے کہ جو اُن کی شکل دیکھ لے گا وہ بہشتی ہوگا، اور اے فرید! غور سے سن لے تیرے مرقد میں پائے انداز ایک ایسا دروازہ ہوگا کہ تا قیامت جو کوئی اُس میں سے گزر جائے گا اس پر دوزخ کی آنچ (آگ) حرام ہو جائے گی۔ چنانچہ یہ فیضِ مرشد ہے اور اسی وجہ سے اس کو بہشتی دروازہ کہتے ہیں۔ سُبحان اللہ۔ سُبحان اللہ۔

❖ شمع گلگیر: ۱۹۴ ❖ خزینہ برکات ولی: ۲۹ ❖ عرس فریدی: ۴۶ ❖ بابا فریدالدین: ۱۱۳ ❖

-•●❖❋❖●•-

تصدیق بہشتی دروازہ

حضرت باغ حسین کمال رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں کہ:-

"انوارالاصفیاء" میں حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور "بہشتی دروازہ" کی روایت یُوں درج ہے۔

"کہا جاتا ہے کہ جب حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے مزار تعمیر کرایا تو ایک روز جنوبی دروازے کے پاس کھڑے تھے کہ اچانک فرطِ جوش سے پکار اُٹھے۔

"حضور ﷺ تشریف لائے اور فرماتے ہیں کہ جو اس دروازے میں داخل ہوگا، نجات پائیگا"

اس واقعہ کے بعد سے صرف مشرقی دروازہ ہی زائرین کے لئے کھولا گیا۔ جنوبی دروازہ جسے "بہشتی دروازہ" کا نام دیا جاتا ہے، بند کر دیا گیا۔ صرف عرس کے موقع پر یعنی ۵ محرم کی شام کو کھولا جاتا ہے اور زائرین اس میں سے گزرتے ہیں۔

اور میں نے رُوحانی طور پر حضور ﷺ سے اس واقعہ کی نسبت دریافت کیا تو آپ ﷺ نے اثبات میں جواب دیا۔ میں نے پھر عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! عرس میں ایسے لوگ بھی آتے ہیں جو شعائرِ اسلام کی پابندی اختیار نہیں کرتے، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا؛ "ایسے لوگوں کو صاحبِ مزار کی دُعا کی برکت سے مَوت کے وقت سچی توبہ اور کلمہ نصیب ہو جاتا ہے"۔ ﴿حال سفر:۱۳۰﴾

بہشتی دروازہ سے اولین گذرنے والے

سید مسعود الرحمٰن شاہ اپنی تصنیف "مجموعہ علم وحکمت" میں رقمطراز ہیں کہ
مزار کی تعمیر کے بعد پہلا عرس بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا اجودھن میں ۶۸۹ھ کو منعقد ہوا، ۵ محرم الحرام کی شب خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دستِ مبارک سے بہشتی دروازہ کھولا، آپ ابھی اس سے گذرنے ہی والے تھے کہ ان سے پہلے ایک شخص کاسنی رنگ کی چادر چاروں طرف لپیٹے ہوئے گذر گئے۔ خواجہ صاحب نے اپنے پیر بھائی کو پہچان کر گلے لگا لیا، یہ بزرگ سید علاؤالدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ تھے جو کلیر شریف سے اجودھن پاکپتن شریف پہنچ گئے اور دروازہ میں سے گذرنے کے بعد غائب ہو گئے۔ اگلے ہی سال ۶۹۰ھ کلیر شریف میں سید علاؤالدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ کا وصال مبارک ہوا۔

تاریخی شواہد کے مطابق باباجی کے پہلے عرس مبارک پر سب سے پہلے اس دروازہ سے گذرنے والے کی سعادت حاصل کرنے والے سیّد علاؤالدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ، دوسرے خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ، تیسرے ابوالحسن امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ، چوتھے خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور پانچویں شمس الدّین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تھے، اور آئندہ برسوں میں اس بہشتی دروازہ سے گذرنے والوں کی ایک نہ ختم ہونے والی طویل فہرست ہے جو تا حال جاری ہے اور انشاء اللہ تا قیامت جاری رہیگی۔ ﴿مجموعہ علم وحکمت:۱۵۵﴾

مُبشّراتِ بخشش

خاصانِ حق اپنی تمام عمر اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور خوشنودی میں بسر کرتے ہیں اور اپنی خلوتوں کو ذکرِ الٰہی سے پُر رکھتے ہیں اور جب اُن پر اِنعامِ الٰہی کے دروازے کُھلتے ہیں تو وہ دنیاداروں کی طرح خود غرضی نہیں کرتے، بلکہ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْن ﷺ کی خوشنودی اور اتباع میں آپ ﷺ کی اُمت کے گنہگاروں کو بھی اِس انعام میں شریک کرتے ہیں۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے متعلق بکثرت احادیث مبارکہ موجود ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا؛ جب تم اُن سے ملو تو میرا سلام کہنا اور اپنے لئے دعا کرانا، کیونکہ اُن پر اللہ تعالیٰ کا ایسا کرم ہے کہ اگر وہ کسی بات پر خدا کی قسم کھائے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کو سچا کر دے اور قیامت کے دن اس کی دعا سے قبیلہ ربیعہ اور مضر کی بکریوں کی تعداد کے برابر میرے اُمتیوں کی شفاعت ہوگی۔ ﴿❖ مسلم شریف ❖﴾۔

-•●❖❖❖●•-

حضرت خواجہ محمد احسان مجددی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں کہ حضرت سیّد المرسلین ﷺ نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو خوشخبری دی کہ قیامت کے دن آپ کے طفیل ہزار در ہزار مخلوقات بخشی جائے گی اور آپ کا سلسلہ بہ سبب کثرتِ فضل دوسرے اولیائے امت سے زیادہ ہوگا، اور حق تعالیٰ میری کثیر اُمت آپ کی شفاعت سے جنت میں داخل کرے گا۔ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ خوشخبری سنی تو شکرانہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی نیاز کے طور پر طعام پکایا اور یہ خوشخبری لوگوں کو بھی سنائی پھر یہ بات عام لوگوں میں بھی مشہور ہوگئی۔ ﴿رَوضَةُ القَيُّومِيَّة: ۳۶۳﴾

حضرت خواجہ نظام الدین محبوبِ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے پیرو مرشد شیخ الاسلام بابا فرید الدّین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ نظام الدّین! کل بروزِ قیامت اگر مسکین مسعود کو بارگاہِ الٰہی میں کچھ آبرو ہوئی تو میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ جب تک تم کو اور تمہارے مریدوں کو اپنے ہمراہ نہ لے لوں گا، جنت میں قدم نہیں رکھوں گا۔ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فضل و کرم ہر ولی پر ہوتا ہے۔ (ہر پیر کا اپنے مریدوں کے ساتھ ایسا ہی تعلق ہوتا ہے)۔ ﴿❖ انوار الفرید: ۲۱۸ ❖ سیر الاولیاء: ۳۴۸ ❖﴾

-•●❖❖❖●•-

حضرت مولانا شیخ بدرالدین اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ الاسلام گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں دولتِ پابوسی سے مُشرف ہوا، دورانِ گفتگو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اِرشاد فرمایا: ایک دفعہ مُلتان سے آنے والے ایک شخص نے بتایا کہ ایک دفعہ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ پر کیفیتِ خاص (حال) طاری ہوئی۔ اپنی خانقاہ سے باہر تشریف لائے، سواری پر سوار ہوئے اور فرمایا، منادی کرا دو کہ جو شخص آج بہاؤ الدین زکریا (رحمۃ اللہ علیہ) کے چہرۂ انور کو دیکھ لے گا، قیامت کے دن مَیں اُس کی نجات کا ذمہ دار ہوں گا۔ تمام مسلمان آئے اور حضرت کے رُوئے انور کی زیارت کی۔ حضرت مَوصُوف قسم اُٹھا رہے تھے کہ تم قیامت کو دوزخ میں ہرگز نہ جاؤ گے کہ مجھے القاء کیا گیا ہے کہ اے بہاؤ الدین (رحمۃ اللہ علیہ)! جس نے آج دُنیا میں تجھے دیکھ لیا، قیامت کے دن آتشِ دوزخ مَیں نے اُس پر حرام کردی۔ جونہی اُس آدمی نے یہ حکایت ختم کی مجھ پر کیفیتِ خاص (حال) طاری ہوگئی اور یہ حکایت بیان فرمائی؛ اے درویش! اگر میرے بھائی بہاؤ الدین (رحمۃ اللہ علیہ) نے یہ بات فرمائی کہ جو کوئی آج مجھے دیکھ لے گا وہ دوزخ میں نہ جائے گا۔ تو میں قسم کھا کر کہتا ہوں، جو کوئی مسلمانوں میں سے زندگی میں مجھ سے بَیعت ہوگا، یا میرے ساتھ مصافحہ کرلے گا، میرے بیٹوں، مُریدوں، یا میرے خاندان میں سے کسی کا بیعت ہوگا، دوزخ کی آگ اُس پر حرام ہے، کیونکہ میرے پیر حضرت شیخ قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس

سرہٗ العزیز نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ اے فرید! اللہ تعالیٰ نے تجھے وہ مقام عطا فرمایا ہے کہ جو کوئی تیرا، یا تیرے مُریدوں، یا بیٹوں کا ہاتھ پکڑے گا، وہ دوزخ میں نہیں جائے گا، اُس کا مقام بہشت میں ہوگا، کیونکہ ہر روز ہزار بار مجھے القاء اور آواز آتی ہے کہ فرید اجودھنی (پاکپتنی) بڑا خُوش بخت اِنسان ہے، جب حضرت شیخ الاسلام گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حکایت ختم کی تو عالمِ حیرت میں کھڑے ہوگئے، کم وبیش سات روز تک اِسی عالَم میں رہے، کھانے پینے کی ضرورت نہ رہی۔ جب عالمِ صحو میں آئے تو عبادت و ریاضت میں مصروف ہوگئے۔

{❖ اسرارالاولیاء:۸۵ ❖ خزینہ و برکات ولی:۴۴ ❖ شرح جوامع الکلم:۶۵۰ ❖}

اسرارِ محبت را نبود ہر دل قابل ...... ❖ ...... دُر نیست بہر دریا زر نیست بہر کانے

-•◆●◆◆◆●•-

حضرت سیّد محمد اکبر حسینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یکشنبہ ۱۲ محرم الحرام ۸۰۳ھ کو حضرت سیّد محمد بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ بالا روایت بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا؛ یہ بات ایسی ہے کہ گویا ایک بادشاہ کسی کو کوئی جاگیر عطا کرتا ہے، اور فرمان شاہی میں یہ بھی لکھ کر دیتا ہے کہ اس جاگیر کے جملہ معاملات آپ کی مرضی کے مطابق ہوں گے۔ چنانچہ جب ایک بزرگ کو ولایت ملتی ہے تو ان کی ہر بات قبول ہوتی ہے۔ اب ایک بزرگ اللہ تعالیٰ سے ملتمس ہے کہ جو شخص مجھ سے بیعت کرے بخشا جائے...... دوسرا یہ التماس کرتا ہے کہ جو شخص مجھے دیکھ لے بخشا جائے گا...... تیسرا کہتا ہے کہ جو شخص میرے شہر میں رہتا ہے بخشا جائے ...... چوتھا یہ کہتا ہے کہ جو شخص مجھے دوست رکھتا ہے بخشا جائے۔ پس ہر شخص جو آرزو کرتا ہے پوری ہوتی ہے۔ {❖ شرح جوامع الکلم:۶۵۱ ❖}

-•◆●•◆●•-

حضرت مولانا شیخ بدرالدین اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ الاسلام گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس مُبارک میں پابوسی کا شرف حاصل ہوا، دورانِ گفتگو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے حضرت شیخ الاسلام قُطب الدّین بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ علیہ

کی زُبان مُبارک سے سنا کہ کل قیامت کے دن جب تمام گودڑی پوشوں کو قیامت کے میدان میں حاضر کریں گے، ہر ایک گلیم بردوش مست ومخمور میدانِ قیامت میں اِس طرح داخل ہوگا کہ ہر ایک گلیم میں لاکھوں طنابیں ہوں گی۔ اُن کے مرید اور اولاد اُن طنابوں کو مضبوطی سے تھام لیں گے۔ خداوند کریم جل وعلا اُس دن اُن کو اتنی قوّت عطا فرمائے گا کہ بزرگ اُن تمام لوگوں کو گلیم سمیت اُٹھائیں گے اور پل صراط/ دوزخ سے پار کردیں گے۔ پھر واپس آئیں گے اور اپنی جگہ پر کھڑے ہوجائیں گے۔ آواز دیں گے کہ کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے ہم سے رُوگردانی نہ کی، بلکہ اعزاز واکرام کے ساتھ ہماری خدمت کرتے رہے، وہ آجائیں اور گلیم کی طنابیں مضبوطی سے تھام لیں تاکہ وہ بھی اِس پل سے امان و سلامتی کے ساتھ پار ہوجائیں، اور سرکار مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی نظروں کے سامنے حکمِ خُدا سے بہشت میں پہنچ جائیں۔ اُس وقت معلوم ہوگا کہ گلیم پوش حضرات دربار صمدیّت میں کیا مقام ومرتبہ رکھتے ہیں۔ {❖ اسرارالاولیاء:۱۴۶ ❖}

-•◆●◆◆●•-

پیر سید امام علی شاہ فریدی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں کہ ایک روز حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اُمّتِ مُحمّدیہ ﷺ کے لئے خدائے پاک عزّوجلّ کے حضور میں ان کے گناہوں کی بخشش کے لئے دُعا عرض کی۔ فرمانِ رَبی ہوا کہ اے فرید (رحمۃ اللہ علیہ) جس قدر مخلوق تیرے دونوں بازوؤں کے درمیان آجاوے، میں نے انہیں بخش دیا۔ عرض کیا کہ اے خدا عزّوجلّ میرے دونوں ہاتھوں کے درمیان یعنی کلاوہ میں زیادہ سے زیادہ ایک یا دو آدمی آویں گے۔ فرمان ہوا کہ اپنے دونوں بازوؤں کو کھول۔ جب کھولا تو ایک مشرق اور دوسرا مغرب کو پہنچا۔ حکم ہوا کہ اے فرید (رحمۃ اللہ علیہ) جس قدر لوگ ان کے بیچ میں آویں گے تیری طفیل میں نے اُنہیں بخش دیا۔ {❖ خزینہ و برکات ولی:۴۴ ❖}

-•◆●◆◆●•-

ایک مرتبہ حضرت غوث بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ پر کمال منزل وارد ہوئی کہ عالم

Scanned with CamScanner

غیب سے نِدا آئی کہ

"بشارت از عالمِ غیب رسید کہ امروز ہر کس کے روئے تو بیند آتشِ دوزخ روئے حرام کردد"

"آج جس شخص نے صدقِ دل سے تمھاری زیارت کی اُس پر دوزخ کی آگ حرام ہو جائے گی"

اس بشارت پر حضرت غوث بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے خیال فرمایا کہ میرے گھر کے مختصر اور تنگ صحن میں مخلوقِ خُدا کا سمانا نہایت مشکل ہے جس کے باعث اس بخشش و اِنعام سے بکثرت اِنسان محروم رہ جائیں گے، لہٰذا بلند سواری پر سوار ہو کر شہر بہ شہر کوچہ کوچہ قریہ قریہ اور کُھلے میدان میں نکل جاؤں گا تا کہ بوڑھے، بچے، جوان، مرد، عورتیں، لنگڑے، لولے اور ضعیف و ناتواں اس نعمت سے محروم نہ رہیں۔ چنانچہ منصوبہ کے مطابق بلند سواری پر سوار ہوئے، مخلوقِ خدا کی بھیڑ لگ گئی، اژدہام کا عالم قابلِ دید تھا، ہر طرف شور وغل برپا تھا۔ حضرت فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید میاں بھورا بساطی نے یہ شوروغل سنا تو دریافت کیا کہ کیا ماجرا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ غوثِ وقت کو غیب سے بشارت ہوئی ہے کہ جو شخص بھی آج تمھاری زیارت کرے گا وہ بخشا جائے گا، جنتی ہو گا۔

یہ سنتے ہی میاں بھورا اپنے مکان کے صحن سے اُٹھے اور اندر چلے گئے، اور کہا؛

"اگر میرا مرشد گنج شکر بہشتی ہے تو میں بھی بہشتی ہوں، نہیں تو مجھے ایسے بہشتی ہونے کی ضرورت نہیں"

از کفش برداری حضرت گنج شکر آتشِ دوزخ حرام نہ شُد

از نادیدنِ روئے شیخ بہاء الدین صاحب دوزخ اختیار است

﴿اگر بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی نعلین بوسی (جوتیاں اُٹھانے) سے مجھ پر دوزخ کی آگ﴾

﴿حرام نہ ہوئی تو پھر شیخ بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے کو نہ دیکھنے سے دوزخ اختیار ہے﴾

یہ بات جب کسی نے حضرت غوث بہاء الحق رحمۃ اللہ علیہ کو سنائی تو اُنہوں نے میاں بھورا کے عقیدہ راسخ کی تعریف فرمائی۔

اس بات کو دل میں رکھتے ہوئے میاں بھورا پاک پتن شریف اپنے پیر و مرشد حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا؛

"میاں بھورے سناؤ احوالِ سفر؟ عجائباتِ عالم میں سے جو کچھ تم نے دیکھا بتاؤ!

میاں بھورا نے تمام واقعہ حضور رحمۃ اللہ علیہ کے گوش گزار کر دیا۔ آپ نے فرمایا! "تم نے کیا کیا؟" عرض کیا حضور میرے احوال و کیفیات آپ پر روشن ہیں، میں نے اپنے آپ کو وہاں پر پوشیدہ کر لیا اور کہا؛

"اگر میرا مرشد بہشتی ہے تو میں بھی بہشتی ہوں، نہیں تو مجھے اس بہشت کی کوئی ضرورت نہیں"

یہ بات سن کر حضور کی طبع نازک میں جلال و جمالِ الٰہی کی ایک رَو دَوڑی اور فرمایا! بھائی صاحب!

حضرت شیخ بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ کو تو ایک روز غیب سے بشارت ہوئی تو بلند سواری پر سوار ہو کر چل پڑے اور منادی کرا دی، کوچہ کوچہ پھرنے لگے، لیکن اس مسکین مسعود کو بارہا یہ خوشی خبری دی جا چکی ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ

جو کوئی میرا مرید ہو گا یا میرے مُریدوں کا مرید ہو گا اُس پر آتشِ دوزخ حرام ہو گی۔ اور میرے شیخ حضرت قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مجھ سے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی ہے کہ جو کوئی فرید سے مصافحہ کرے گا اور اُس کے مریدوں کا مُرید ہو گا، وہ عذابِ دوزخ سے نجات پائے گا۔ لہٰذا یاد رکھو کہ جو شخص صدقِ دل سے میرا چہرہ دیکھے، میرے دربار پر آئے، میرا مرید ہو، میرے مریدوں کا مرید ہو، اس کا ایمان سلامت رہے گا اور وہ بہشتی ہو گا، اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو جائے گی، یہ اعلان زبان زدِ عام ہو۔

﴿❖ اقتباس الانوار:۱۷۴ ❖ خزینہ برکات ولی:۳۰ ❖ رسالہ بہشتیہ فریدیہ:۱۱ ❖﴾

﴿❖ انوار الفرید:۲۱۹ ❖ عرس فریدی:۴۷ ❖﴾

-•●❖❖❖❖●•-

ایک روز حضرت شیخ الجن والانس سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جنگل میں مراقبہ میں بیٹھے تھے کہ آسمان سے ایک نورِ عظیم ظاہر ہوا، جس سے تمام جہان منوّر ہو گیا اور دم بدم اس نور کی روشنی بڑھتی گئی اس نور سے تمام گذشتہ اور آئندہ اولیاء کے چہرے منوّر ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ یہ کس شخص کا نور ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کو الہام ہوا کہ اس نور کا مالک

Scanned with CamScanner

تمام اولیائے امت سے افضل ہے جو آپ کے پانچ سو سال بعد پیدا ہوگا اور ہمارے پیغمبر ﷺ کے دین کی تجدید کرے گا، وہ شخص نہایت ہی خوش نصیب ہوگا جو اس کی زیارت کرے گا، اس کے فرزند اور خلیفے بارگاہ احدیّت کے صدر نشین ہوں گے۔

﴿رَوضۃُ القَیُّومِیَّۃ:۱۰۳﴾

-•●❖❖❖❖●•-

حضرت ابونصر سراج رحمۃ اللہ علیہ صوفیائے کرام میں جو بلند مرتبہ رکھتے ہیں، آپ ایک دفعہ ماہ رمضان میں بغداد میں آئے، اور مسجد شونیزیہ کے حُجرہ میں قیام فرمایا۔ درویشوں نے مُتفق ہو کر نماز میں آپ کو اپنا امام بنالیا، آپ نے تراویح میں پانچ بار قرآن شریف ختم کیا۔ روزانہ افطار کے وقت ایک آدمی حجرہ میں آپ کو ایک روٹی اور ایک کوزہ پانی دے آتا تھا، عید کی نماز پڑھا کر آپ بغداد شریف سے روانہ ہوگئے، خادم مسجد نے حجرہ میں جا کر دیکھا تو پوری روٹیاں جُوں کی تُوں موجود تھیں، جب آپ کے انتقال کا وقت آیا تو آپ نے لوگوں سے فرمایا بفضلہٖ تعالیٰ جو میت میرے مزار کے سامنے لائی جائے گی اُس کی بخشش ہو جائے گی، چنانچہ طوس میں اب تک یہ دستور چلا آرہا ہے کہ ہر جنازہ کو آپ کے مزار پر لاتے ہیں، پھر جا کے دفن کرتے ہیں۔ ﴿❖ نفحات الانس: ۲۸۰ ❖ تذکرۃ الاولیاء: ۳۲۲ ❖﴾

-•●❖❖❖❖●•-

قلائد الجواہر، تکملۃ الریاحین وغیرہ میں لکھا ہوا ہے کہ

حضرت غوث الاعظم میر محی الدین عبدالقادر جیلانی فرمودہ اند کہ

ہر مسلمانے کہ در مسجد و خانقاہ من گزشتہ است عذاب قیامت باو نخواہد شد

یعنی حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو مسلمان میری مسجد اور میری خانقاہ میں سے گزرا، اس پر عذابِ قیامت نہ ہوگا۔ ﴿❖ انوار الفرید: ۲۱۸ ❖ مقام گنج شکر: ۲۱۰ ❖﴾

-•●❖❖❖❖●•-

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے تاحدِ نگاہ ایک رجسٹر دیا گیا، اس میں میرے

دوستوں اور مریدین تا قیامت ناموں کی فہرست تھی۔ مجھے کہا گیا کہ یہ تجھے عطاء کئے گئے ہیں۔ میں نے دوزخ کے داروغہ مالک سے پوچھا؛ کیا تیرے ہاں میرے دوستوں میں سے تو کوئی نہیں؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے اپنے رب تعالیٰ کی عزت و جلال کی قسم، میرا ہاتھ میرے مریدوں پر ایسے ہے جیسے آسمان زمین پر، کیا ہوا میرا مرید جید نہیں، میں تو جید ہوں۔ ﴿❖ مقام گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ: ۲۱۰ ❖ انوار الفرید: ۲۱۸ ❖﴾

-•●❖❖❖❖●•-

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو خوشخبری دی گئی کہ آپ کے سلسلے سے قیامت تک جتنے لوگ وابستہ ہوں گے سب بخشے جائیں گے اور پھر اس کے اظہار کے لئے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی مامور ہوئے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ ''مبداء و معاد'' میں تحریر فرماتے ہیں۔ ''وَاَمَّا بِنِعْمَتِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ'' اپنے پروردگار کی عنایت کردہ نعمتوں کا اوروں سے بھی بیان کرو''۔ ایک روز یہ فقیر (حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) اپنے یاروں کے ایک مجمع میں بیٹھا تھا اور اپنی خرابیوں پر اس قدر نگران تھا اور یہ دید اس قدر غالب آئی کہ اس وضع موجودہ سے اپنے آپ کو بالکل بے مناسب پایا، اسی اثنا میں ''من تواضع للّٰہ ورفعہ اللّٰہ'' جس نے اللہ تعالیٰ کی خاطر تواضع کی، اللہ تعالیٰ نے اس کا مرتبہ بلند کر دیا'' کے مطابق اس دور افتادہ کو خاک ندامت سے اٹھایا گیا اور یہ آواز آئی؛ ''غفرت لک ولمن توسل بک الی بوسط او بوسط بغیر الی یوم القیمۃ'' ہم نے قیامت تک تمہیں اور ہر اس شخص کو جس نے تمہیں وسیلہ بنایا خواہ واسطہ سے خواہ واسطہ کے بغیر بخش دیا'' اور بار بار یہی فرمایا، حتیٰ کہ شک وشبہ کی گنجائش نہ رہی، پھر حکم دیا کہ اس واقع کو لوگوں پر بھی ظاہر کر دو۔

اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ (بے شک تیرے پروردگار کی بخشش بہت وسیع ہے)

﴿رَوضۃُ القَیُّومِیَّۃ:۲۶۱﴾

-•●❖❖❖❖●•-

قیومیت کے تیرھویں سال ایک روز حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، اپنے جدِ امجد سرہند کے بانی حضرت امام رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو گئے، فاتحہ کے بعد قبرستان کی بخشش کے واسطے بارگاہ الٰہی میں التماس کی کہ اس قبرستان سے عذاب دفع ہو جائے۔ الہام ہوا کہ ایک ہفتہ کے لئے اس قبرستان پر سے عذاب اٹھالیا گیا ہے۔ آپ نے دوبارہ عرض کی کہ بار خدایا، تیری رحمت کی کوئی انتہا نہیں اور زیادہ کر، پھر الہام ہوا کہ ایک مہینے کے لئے اس قبرستان سے عذاب اٹھالیا گیا ہے۔ پھر التجا کی تو حکم ہوا کہ ایک سال کے لئے عذاب دُور کردیا ہے پھر عاجزی کی تو باری تعالیٰ سے بفضل وکرم حکم ہوا کہ ہم نے اپنے فضل سے تمہاری خاطر قیامت تک اس قبرستان سے عذاب اُٹھالیا ہے۔

﴿رَوضَۃُ القَیُّومِیَّۃ:۸۰،۲۷۴﴾

-•●❖❖❖●•-

ایک روز حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد بزرگوار مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے، زیارت سے فارغ ہوکر مزار کے اردگرد کی قبروں پر جو لوگ وہاں یمن و برکت کے لئے اپنے مردوں کو دفن کرتے ہیں تاکہ رحمتِ الٰہی میں داخل ہوں، فاتحہ پڑھ رہے تھے کہ عین فاتحہ کے وقت آپ کے دل میں اس مشہور حدیث کے مضمون کا خیال آیا کہ جب کوئی عالم قبرستان کے پاس سے گزرتا ہے تو اُس کے قدموں کی برکت سے چالیس روز تک اس قبرستان سے عذاب اُٹھ جاتا ہے، لیکن مجھ میں اس قدر قابلیت نہیں کہ میرے سبب سے عذاب رفع ہوجائے، یہ خیال آتے ہی الہام ہوا کہ آپ کی تشریف آوری کی برکت سے ہم نے اس قبرستان سے قیامت تک عذاب اُٹھالیا ہے۔

بدیں خوبیٔ ورعنائی تو از ہر در کہ باز آئی
درے باشد کہ از رحمت بروئے خلق بہ کشائی

﴿رَوضَۃُ القَیُّومِیَّۃ:۸۰،۹۲﴾

-•●❖❖❖●•-

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ''انفاس العارفین'' میں فرماتے ہیں کہ

میرے والد ماجد شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ ایک دفعہ عصر کی نماز کا وقت ہوگیا' میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ آج اس نماز میں جو شخص تیری اقتدا کرے گا وہ بخشا جائے گا۔ جماعت میں ایک ایسا شخص تھا جس کے متعلق میرا دل گواہی دیتا تھا کہ وہ ایسا نہیں ہے۔.... جب تکبیر کہی گئی تو اتفاقاً اس کا وضو ٹوٹ گیا۔ جب وہ واپس آیا تو ہم نماز سے فارغ ہوچکے تھے۔ ایک دوسرا اجنبی شخص آیا اور نماز میں شریک ہوگیا۔ ﴿❖انفاس العارفین:۷۰❖﴾

-•●❖❖❖●•-

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت میر محمد نعمان بدخشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک مقام کی آرزو تھی اتنے میں مَیں ایک بلند جگہ سے گرا، گرنا ہی تھا کہ وہ مقام مجھے حاصل ہوگیا۔ اس شکریہ میں مَیں نے حلوا بنایا، اسی وقت مجھے الہام ہوا کہ آج جو شخص یہ حلوا کھائے گا بہشت میں جائے گا۔ ﴿رَوضَۃُ القَیُّومِیَّۃ:۵۱۵﴾

-•●❖❖❖●•-

پروفیسر باغ حسین کمالؔ اپنی تصنیف لطیف ''حالِ سفر از فرش تا عرش'' میں فرماتے ہیں کہ

''حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس سے جو بشارتیں مجھے عطاء ہوئیں اُن میں سے چند ایک یہ ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی تیرے حلقہ ذکر میں بیٹھ کر ایک بار ذکر کریگا' یا تیری امامت میں نماز پڑھے گا' یا جس متوفی کے لئے تو دعاء مغفرت کرے گا' یا بعد وصال تیرے مزار پر بیٹھ کر ذکر کرے گا' اسے بخش دیا جائے گا''۔ ﴿❖حالِ سفر از فرش تا عرش:۱۲۷❖﴾

مزید فرماتے ہیں کہ ''مغفرت'' ولایت کی ایک اہم شاخ ہے' اللہ تعالیٰ جسے چاہیں اسے اس سے نواز کر اسے اپنی مخلوق میں سے کسی کی مغفرت کا وسیلہ بنا دیتے ہیں...... جیسے حضور نبی کریم ﷺ کا پیغام حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچا کر اُمت کی بخشش کی دُعا کرائی گئی تھی۔ ﴿❖حالِ سفر از فرش تا عرش:۱۲۹❖﴾

-•●❖❖❖●•-

Scanned with CamScanner

سیدؔ مُسلم نظامی دہلوی فرماتے ہیں کہ ان روایتوں کے بیان کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے اولیاء اللہ ہر وقت اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بخشش ونجات کی فکر میں لگے رہتے ہیں اور ہم کو تو اس پر پورا یقین ہے کہ ہم جیسے گنہگاروں کی بخشش ان نفوس قدسیہ کے سبب ہوگی۔ ﴿انوارُ الفرید:۲۱۷﴾

شنیدم کہ در روزِ بیم ...... ﴾﴿ ...... بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم

﴿میں نے سنا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بروں کو نیکوں کے طفیل بخشے گا﴾

پاکپتن کا ٹیلہ بھی بہشتی

حضرت علامہ فیض احمد اویسی فرماتے ہیں کہ شہبازِ لاثانی حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۹۷ھ، بہاولپور) ایک دفعہ عرس کے موقعہ پر پاک پتن شریف میں ایک ٹیلہ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک مولوی صاحب نے آ کر سوال کیا کہ حضرت یہ جو مشہور ہے کہ جو شخص حضرت بابا فرید گنج شکر قدس سرہٗ کی خانقاہ مبارک کے اس دروازہ سے ایام مقررہ کے اندر گزر جائے، تو وہ بہشتی ہے، اس خیال کی حقیقت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ مولوی صاحب! فقیر کا اعتقاد تو اس سے بھی زیادہ ہے۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ جو شخص اس ٹیلہ سے (جہاں خود فروکش تھے) بھی گزر جائے، تو وہ بھی بہشتی ہے۔ ﴿ذکرِ سیرانی:۱۳۰﴾

-•●❖❖❖●•-

بہشتی شہتیر

علاقہ چنیوٹ ضلع جھنگ کے بزرگ حافظ برخوردار قادری رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ میں زیرِ تعلیم تھے کہ ایک مرتبہ شدید ژالہ باری ہوئی، جس کی وجہ سے لوگوں کی عمارتوں کو کافی نقصان پہنچا۔ حضرت حافظ برخوردار قادری رحمۃ اللہ علیہ جس مدرسہ میں زیرِ تعلیم تھے، بارش کی وجہ سے اس مدرسہ کی چھت بیٹھ گئی۔ آپ کے اُستاد مولوی محمد موسیٰ کو بڑی تشویش ہوئی کہ چھت ڈالنے کے لئے کافی روپیہ درکار تھا جو اُن کے پاس نہ تھا، اس لئے انہوں نے اپنے شاگردوں کے ذمہ لگا دیا

کہ مدرسہ کی چھت کے لئے وہ لکڑیاں وغیرہ جمع کریں۔ اور حافظ برخوردار سے کہا کہ بڑا شہتیر آپ کے ذمے ہے، وہ تم نے لانا ہے۔

استاد کا حکم سُن کر حافظ برخوردار قادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے گھر گئے اور اپنی خالہ سے اس کا ذکر کیا تو وہ کہنے لگیں بیٹا میرے علم میں تو ایسی کوئی لکڑی نہیں جو شہتیر کے کام آ سکے۔ اپنے خالو سے کہو وہ کسی جگہ سے درخت کٹوا دیں گے۔ چنانچہ آپ نے اپنے خالو سے آ کر کہا تو انہوں نے بھی یہی کہا کہ فوری طور پر بندوبست نہیں ہو سکتا۔ آپ نے مایوسی کے عالم میں رونا شروع کر دیا، اور تمام رات اس قدر روئے کہ آنکھوں میں نیند کا نام نہیں، ایک لمحہ بھی آرام نہ فرمایا۔ صبح صادِق کے وقت خداوند کریم کی بارگاہ میں اِلتجا کی، اے مالک! میرے لئے کوئی دستِ غیب سے انتظام فرما۔ دوسرے دن صبح کے وقت جب آپ مدرسہ میں گئے تو دل کافی پریشان و پشیمان تھا کہ استاد کو کیا جواب دوں۔

بہرکیف ڈرتے ڈرتے استاد کے پاس پہنچے تو استاد نے پوچھا: برخوردار شہتیر لائے ہو؟ اُستاد کا سُوال سن کر آپ خاموش کھڑے رہے، کوئی جواب نہ دیا۔ انکار کی مجال نہ تھی مگر ظاہری سامان بھی مُیسّر نہ تھا۔ ابھی آپ ہاتھ باندھے استاد کے سامنے مؤدب کھڑے تھے کہ آپ کے ہم سبق طلبا اپنا اپنا سامان مسجد کے صحن میں لا کر جمع کر رہے تھے۔ اتنے میں ایک طالب علم آیا اور اس نے بتایا کہ استاد جی حافظ برخوردار کے نام کا شہتیر بھی صحنِ مسجد میں پڑا ہوا ہے جس پر آپ کا نام بھی لکھا ہوا ہے۔ چنانچہ تمام استاد شاگرد صحن مسجد میں آئے تو کیا دیکھا کہ ایک بہت وزنی شہتیر وہاں پڑا ہوا ہے جس پر آپ کا نام بھی واقعی لکھا ہوا تھا۔ مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہو گیا، وقت آنے پر شہتیر بھی رکھا گیا تو حافظ صاحب نے اپنے ساتھی طلباء اور اُستاد محترم کے سامنے حقیقت بیان کر دی۔ جس پر یہ مشہور ہو گیا کہ یہ شہتیر اللہ تعالیٰ نے بہشت سے بھیجا ہے۔ اسی دن سے یہ "بہشتی شہتیر" مشہور ہو گیا۔ آج بھی عقیدت مندان اس شہتیر کے نیچے کھڑا ہونا اپنے لئے باعثِ رَحمت سمجھتے ہیں،

﴿تذکرہ اولیائے جھنگ:۱۳۳ ❖ کراماتِ اولیاء:۱۷۵﴾

-•●❖❄❖●•-

تحقیق حدیث

شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

مولانا قاری غلام احمد سیالوی مُدّ ظِلّہٗ مفتی ''دارُالافتاء'' آستانہ عالیہ سیال شریف رَقمطراز ہیں کہ: ۶ محرم الحرام ۱۳۹۶ھ بشب جُمعہ بعد از نمازِ عشاء، شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ والی چارپائی اُٹھائی گئی تو حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی ذاتِ اقدس موجود تھے۔ جب محبوبِ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے محبوب کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا تو انہیں وجد ہو گیا۔ اس وجدو خُوشی کے عالم میں انہوں نے تالی بجائی کہ میرے شیخ و مرشد کا اتنا مرتبہ ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں اور یہ تالی بجانا چشتیہ خاندان میں معمول آرہا ہے، نیز حضور علیہ الصلواۃ والسلام نے اس وقت فرمایا۔

''مَنْ دَخَلَ هٰذَا الْبَابَ اٰمِنَ''

(جو اس دروازے میں داخل ہوا، امن والا ہو گیا)

اس کے راوی محبوبِ الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جس طرح طلبہ کرام روایات کی تحقیق کرتے ہیں، میں بھی ایک طالب علم ہوں اور اس روایت کی تحقیق کی ہے، بالکل صحیح اور درست ہے۔ جس طرح حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی روایات صحیح ہیں، اسی طرح حضرت خواجہ محبوبِ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت صحیح اور درست ہے۔ اس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہے۔

فرمایا، بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دروازہ کو بہشتی دروازہ کہنا اور اس سے گزرنے والوں کو بہشتی یقین کرنا برحق ہے کیونکہ وہاں سے گزرنے والوں کے الفاظ یہ ہوتے ہیں۔

(اللہ، محمد، چار یار۔ حاجی، خواجہ، قطب، فرید)

جن سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان، اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چار یاروں پر ایمان، اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم پر ایمان کا اقرار کرتے گزرتے ہیں۔ پھر بہشت کے حُصُول کی خاطر اور دوزخ سے محفوظ رہنے کی غرض سے وہاں حاضری دینا آخرت اور اس کی سزا و جزاء پر بھی اظہارِ ایمان ہوتا ہے۔ یہ تمام ارکانِ ایمان ان لوگوں میں موجود ہوتے ہیں تو یقیناً بہشتی ہیں۔ پیر پٹھان رحمۃ اللہ علیہ جیسی مُقرّب ہستی اس دروازہ سے اسی خاطر گزرے، بڑے بڑے مشائخ عُظّام، صالحین حضرات کا معمول رہا تو یقیناً فرمانِ الٰہی ''وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا'' کے تحت اِنعامِ الٰہی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے، جس کا انکار بدبختی ہے اور اقرار کرنے والا بہشتی ہے۔

فرمایا: پیر پٹھان حضرت شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ معمولی ہستی نہیں ہوئے۔ ان کے متعلق فرماتے ہیں کہ حضرت اخوند صاحب جو نقشبندیہ خاندان کے بڑے پایہ کے عالم اور ولی کامل ہوئے ہیں، جب پیر پٹھان کی زیارت کے لئے دہلی سے روانہ ہوئے تو ان کی مشایعت والوداعی کے لئے تمام دہلی خالی ہو گئی تھی، تمام لوگ الوداع کرنے کے لئے کچھ فاصلہ تک ساتھ چلے، اور جب حضرت اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ پیر پٹھان کی خدمت میں چھ مہینے رہ کر تشریف لے گئے تو پھر ان کے استقبال کے لئے دہلی کے تمام لوگ باہر آ کر ملے اور لوگوں نے دریافت کیا کہ پیر پٹھان کیسے ہیں تو حضرت اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ اگر انہیں فقہ میں امام ابو حنیفہ جیسا بتاؤں تو جھوٹ نہ ہوگا، اور اگر زُہد و تقویٰ میں حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ جیسا بتاؤں، تب بھی جھوٹ نہ ہوگا۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حشر و نشر پر جس طرح ایمان لانا ضروری ہے، اسی طرح چار یار خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کو ماننا اور انہیں برحق یقین کرنا ضروری ہے۔

امیر المؤمنین سیدنا وسندنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے جنازہ کے موقع پر امیر المؤمنین امام الاشجعین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آج جس طرح یہ کفن والا صاحب جنازہ بہترین نامہ اعمال لے کر جارہا ہے، میں بھی چاہتا ہوں کہ میرا اعمال نامہ بھی ایسا ہی ہوگا۔

بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حاضری دینے والا، اللہ عزوجل کو وحدہٗ لاشریک مانتا ہے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سید المرسلین، خاتم النبیین تسلیم کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور شریعتِ اقدس کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح صحیح یقین کرتا ہے تو یقیناً بہشتی ہے۔

اس کے ثبوت میں مندرجہ ذیل حدیث پاک پڑھیں اور اس پر عمل کریں۔

ترجمہ: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص اللہ کے رب ہونے سے راضی ہو اور دین اسلام قبول کیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول یقین کیا اس کے لئے واجب ہوگئی بہشت" (یعنی وہ بہشتی بن گیا) حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کو یہ حدیث پسند آئی۔ عرض کیا: دوبارہ مجھے سنائیں، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث انہیں دوبارہ سنائی اور فرمایا دوسری بھی جس کے ذریعہ اللہ عزوجل اپنے بندہ کے سو درجات بہشت میں بلند فرمائے گا کہ ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کونسا فرمان ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا: اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنا، اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنا، اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنا۔ اس حدیث کو امام مسلم نے روایت فرمایا ہے۔ ﴿انوارِ قمریہ: ۱۳۲، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴﴾

-•●❖❖❖●•-

مولانا قاری غلام احمد سیالوی مدظلہ "مفتی دارالافتاء آستانہ عالیہ سیال شریف رقمطراز ہیں کہ: ۲۳ رشعبان المعظم ۱۳۸۷ھ کو شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مولوی صاحب نے مجھ پر اعتراض کیا کہ بہت سی کتابیں احادیث، فقہ، وتفاسیر کی میری نظروں سے گزری ہیں، کسی میں بابا فرید کے دروازہ کا ذکر نہیں دیکھا اور تم لوگ بہشتی دروازہ مشہور کئے ہوئے ہو۔ اور پھر کہتے ہو کہ صرف اسی

دروازے سے گزر جانا ہی بہشتی دروازہ بنے کا سبب ہے، یہ کہاں سے تم نے پڑھا ہے، سنا ہے یا کسی کتاب کی عبارت ہے؟ میں نے جواب دیا کہ تم بہشتی بننے کے کون سے اسباب جانتے ہو، وہ ذرا خاموش رہا، تو پھر خود میں نے ہی اسے بتایا کہ یہی اسباب ہیں کہ اللہ عزوجل پر ایمان لانا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت برحق ماننا، قرآن پاک کو کلام یقین کرنا، حشر و نشر، حساب وکتاب، بہشت و دوزخ، عذاب وثواب، ان تمام کو برحق سمجھنا، اس نے کہا ہاں! یہی اسباب بہشتی ہونے کے ہیں۔ پھر میں نے اسے کہا کہ باوا صاحب کے دروازہ پر وہی لوگ جاتے ہیں جو مذکورہ تمام اعتقادات سے بہرہ ور ہوتے ہیں اور پھر گزرتے وقت ان کی زبانوں پر ان الفاظ کا ہونا "اللہ، محمد، چار یار۔ حاجی، خواجہ، قطب، فرید" ان کے مومن اور بہشتی ہونے کی دلیل ہے اور بابا صاحب نے فرمایا کہ میرے دروازہ پر شقی نہیں آئے گا، تو یقیناً گزرنے والا بہشتی ہی ہوگا۔ نیز بخاری شریف والی حدیث پاک جو حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

وَمَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ اِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اَحْبَبْتُهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهٖ وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِيْ لَاُعْطِيَنَّهٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِيْ لَاُعِيْذَنَّهٗ وَمَا تَرَدَّدْتُّ عَنْ شَيْءٍ اَنَا فَاعِلُهٗ تَرَدُّدِيْ عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَاَنَا اَكْرَهُ مَسَاءَتَهٗ وَلَا بُدَّ لَهٗ مِنْهُ ﴿مشکوٰۃ شریف﴾

اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ سے قریب ہوتا رہتا ہے، حتی کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، پھر جب اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کے کان ہوجاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے، اور اس کی آنکھیں ہوجاتا ہوں، جس سے وہ دیکھتا ہے، اور اس کے ہاتھ ہوجاتا ہوں، جس سے وہ پکڑتا ہے، اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں، جن سے وہ چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو اسے دیتا ہوں، اور اگر میری پناہ لیتا ہے تو اسے پناہ دیتا ہوں، اور جو مجھے

کرنا ہوتا ہے اس میں کبھی میں تردد نہیں کرتا، جیسے کہ میں اس مومن کی جان نکالنے میں توقف کرتا ہوں جو موت سے گھبراتا ہے، اور میں اسے ناخوش کرنا پسند نہیں کرتا ادھر موت بھی اس کے لیے ضروری ہے۔ ﴿مشکوٰۃ شریف جلد اوّل باب اُللہ کا ذکر اور اس سے قرب حاصل کرنا﴾

اس بات کی مؤید ہے کہ اولیاء اللہ کے فرامین برحق ہیں۔ بابا صاحب نے اپنے دروازہ سے گزرنے والے کو بہشتی فرمایا۔ محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شہر سے گزرنے والے کو بہشتی فرمادیا۔ پیر پٹھان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بابا صاحب کے ٹبہ پر چڑھ جانے والا بھی بہشتی ہے۔ ان ہستیوں نے تو ہمارے، تمہارے لئے نجات کے ذرائع آسان فرمادیئے۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر ہے ؎

چوں روا باشد اناللہ از درخت
کے روا نبود چوں گوید نیک بخت

جس کا مطلب ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے رب العزت کی ذات اقدس کا جلوہ درخت سے نمودار ہوا تو اگر اسی ذات کا جلوہ اشرف المخلوقات انسان کی ذات سے نظر آئے، تو یہ کس طرح بعید ہوسکتا ہے۔ آیت کریمہ

❖ اِنِّیْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی ﴿سورۃ طٰہٰ:۱۲﴾ ❖

(بیشک میں ہی تمہارا رب ہوں سوتم اپنے جوتے اُتار دو، بیشک تم طویٰ کی مقدس وادی میں ہو۔)

بھٹی سے نکلا ہوا لوہا 'لوہا' نہیں رہتا بلکہ آگ ہوتی ہے، جس میں اثر بھی آگ کا ہوتا ہے، اور وہ نظر بھی آگ کی طرح آتا ہے۔ وہ لوہا زبانِ حال سے کہتا ہے میں اب آگ ہوں، مجھ سے آگ کا کام لے سکتے ہو۔ جن والا آدمی بولتا ہے، دیکھتا ہے، بظاہر آدمی ہوتا ہے، درحقیقت جن بول رہا ہوتا ہے، جو اس کے بدن ورگ وریشہ میں سرایت کر چکا ہوتا ہے۔ ان تمام دلائل کے ہوتے ہوئے یہ بات تسلیم کر لینا بعید نہیں کہ اللہ والوں میں ذات واحدہٗ لاشریک لہٗ کی صفات کا ظہور ہوتا ہے اور ان ہستیوں میں وہی بولتا ہے، وہی سنتا ہے، وہی دیکھتا، حدیث قدسی "فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ

وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّهٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ (میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اور اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو اسے دیتا ہوں، اور اگر میری پناہ لیتا ہے تو اسے پناہ دیتا ہوں)۔ ﴿❖ انوار قریہ:۲۱۲ ❖﴾

-•●❖❖❖●•-

حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

مولانا فیض احمد صاحب فیضؔ "جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف" رقمطراز ہیں کہ؛

حضرت رحمۃ اللہ علیہ تقریباً ہر سال پاک پتن شریف میں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے عرس پر حاضر ہوتے تھے، قصور اور ریاست بہاولپور کے غیر مقلد علماء متواتر کئی سال وہاں پہنچ کر آپ سے سوال کرتے رہے کہ کیا آپ عالم ہو کر اس بات کو درست مانتے ہیں کہ جو شخص بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ کے "بہشتی دروازہ" سے گزر جائے گا وہ جنت کا سزاوار ہو جاتا ہے؟ حضرت رحمۃ اللہ علیہ جواب میں ہر سال نیا استدلال پیش فرماتے۔ مولوی غلام قادر چکو کہ تحصیل منچن آباد نے یہی سوال کیا تو فرمایا کہ کیا یہ حدیث صحیح نہیں کہ مومن کی قبر "روضة من ریاض الجنة" ہوتی ہے۔ تو اس نے کہا صحیح ہے۔ پھر آپ نے فرمایا جب لفظ "جنت" کا اطلاق مومن کی قبر پر صحیح ٹھہرا، تو اُس کے دروازے کو بہشتی دروازہ کہنے پر کیا اعتراض ہے؟ مولوی صاحب نے کہا اس لفظ کا جواز تو دُرست ہوا، مگر یہ فرمائیے کہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرہ کے اسی ایک دروازے میں کیا خصوصیت ہے کہ اسے بہشتی دروازہ کہا جائے؟۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ میں نے بچشم سر عالم ظاہر میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو بجسمِ اطہر بمعہ چہار یار کبار ۶ اور ۷ رمحرم کی درمیانی رات کو اس دروازے سے گزر کر مقبرہ کے اندر تشریف

لے جاتے دیکھا ہے اور حضور ﷺ کا یہ ارشاد سنا ہے کہ "مَنْ دَخَلَ هٰذَا الْبَابَ فَقَدْ اٰمِنَ" (جو اس دروازے میں داخل ہوا، وہ امن میں آ گیا، اور مامون ہوا) مشائخ عظام کا بھی اس پر اتفاق رہا ہے۔

اس کے بعد مولوی صاحب نے اعتراض کیا کہ زائرین فرید فرید کیوں پکارتے ہیں، اللہ، اللہ کیوں نہیں کہتے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عرس کے موقع پر زائرین کا پورا نعرہ یہ ہوتا ہے۔

اللہ، محمد، چار یار... حاجی، خواجہ، قطب، فرید، فرید، فرید

وہ لفظ فرید کو مکرر سہ کرر کہہ دیتے ہیں اور اس چیز کے جواز میں قرآن مجید کی ایک آیت موجود ہے۔ مولوی صاحب نے چونک کر کہا! وہ کونسی آیت ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی

فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِیْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ۔ ﴿پارہ:۲/البقرہ آیت:۱۵۲﴾

"پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکر ادا کرو اور کفر نہ کرو"

اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تم میرا ذکر کرو، میں تمہارا ذکر کروں گا۔ حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے آخری دم تک اللہ کا ذکر کیا، اب اللہ اپنی مخلوق کی زبان سے اپنے پیارے بندے فرید رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کر رہا ہے۔ آج سات سو سال سے اَذْكُرْكُمْ کا وعدہ پورا ہو رہا ہے اور قیامت تک انشاءاللہ تعالیٰ یونہی ہوتا رہے گا کہ ہر سال ہزار در ہزار مخلوق یہاں جمع ہو کر فرید، فرید کے نعرے لگاتی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ جسم اور مکان سے پاک ہے اور یہ اس کے ذکر کرنے کی ایک صورت ہے۔

دلیل:۔ قصور کے ایک مولوی صاحب سے بھی حضرت قبلہ عالم مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہی فرمایا تھا کہ میں تو یہاں (یعنی پاک پتن شریف میں) فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ کا نقشہ دیکھنے آتا ہوں۔ ایک اور موقع پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث پاک سے استدلال فرمایا جس میں ارشاد ہوا ہے کہ "مجمع ذاکرین پر ملائکہ رحمت کا نزول ہوتا ہے" کہ جو شخص اپنی کسی دینوی

غرض کے لئے اس مجمع میں شامل ہو گیا اسے بھی ثواب اور مغفرت میں داخل کر لیا جائے گا کیونکہ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُهُمْ (مشکوٰۃ شریف) (ان لوگوں کے پاس بیٹھنے والے شقی نہیں ہوتے)

اس کے بعد بیعت کی بحث چلی۔ مولوی غلام قادر نے کہا "میری بیعت حضرت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہے، اور یہی حال ہر مسلمان کا ہونا چاہیے۔ بزرگوں کے ساتھ ظاہری بیعت کی کوئی ضرورت نہیں"۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "اس طرح تو ساری امت کی اصل بیعت اور متابعت حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک سے دُرست ثابت ہوئی، لیکن یہ جو تیرہ سو سال سے امت کے لاکھوں کروڑوں اولیاء، علماء، صالحین بیعت کرتے چلے آ رہے ہیں کیا وہ تمام غلطی پر تھے اور تم اکیلے حق پر ہو؟ اس مناظرہ کا یہ اثر ہوا کہ مولوی غلام قادر صاحب نے اسی وقت اصرار کر کے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کر لی"۔ ﴿مہر منیر: ۴۳۰ تا ۴۳۱ از فیض احمد فیض﴾

مولانا الحاج (کپتان) واحد بخش سیال چشتی صابری کی تحقیق

مقام حدیث:۔ یہ حدیث "حدیث قدسی" ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے رسول اللہ ﷺ کوئی بات فرمادیں تو اُسے حدیثِ قدسی کہا جاتا ہے اور چونکہ اس حدیث کے اسناد متصل ہیں، اور تمام راوی ثقہ ہیں، اس لئے اصول حدیث کی رُو سے یہ حدیث صحیح اور معتبر ہے، لیکن اس کے باوجود اس کے متعلق بعض حلقوں میں چہ میگوئیاں سننے میں آتی ہیں۔ قبل اس کے کہ اس حدیث کی صحت کے متعلق بحث کی جائے، یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اولیاء کرام نے اس حدیث کے دو مفہوم لئے ہیں، جیسا کہ قرآن مجید کے متعلق رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کا ایک ظاہر اور ایک باطن، اور اس باطن کا ایک اور باطن ہے، سات بواطن تک، اسی طرح احادیثِ نبوی ﷺ میں بھی قرآنِ عظیم کی طرح جامعیت ہوتی ہے اور محدثین و آئمۃ المجتہدین نے ہر حدیث کے کئی مفہوم نکالے ہیں، بعینہٖ اسی طرح اس حدیث کے بھی دو مفہوم ہیں ایک ظاہری اور دوسرا باطنی، ظاہری مطلب یہ ہے کہ جو

شخص اس دروازے سے گزرے گا وہ بہشتی ہے، اور باطنی مطلب یہ ہے کہ جو شخص باب طریقت یا سلوک الی اللہ سے گزرے گا قرب ومعرفت حق سے مشرف ہوگا، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کون سا مفہوم صحیح ہے، ظاہری یا باطنی۔ جواب یہ ہے کہ دونوں مفہوم اپنی جگہ پر صحیح ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کی ہر آیت کا ایک ظاہری مطلب ہے اور ایک باطنی۔ ایک روایت کے مطابق حضور اکرم ﷺ نے قرآن مجید کے سات بواطن فرمائے ہیں، چنانچہ ایک آیت میں حکم ہے کہ قرآن مجید کو بغیر وضو ہاتھ نہیں لگایا جا سکتا۔

"لایمسه الا المطهرون" اس آیت کریمہ کے ظاہری معنی یہ ہیں کہ قرآن مجید کو بغیر طہارت نہیں چھوا جا سکتا اور باطنی معنی یہ ہیں کہ جو لوگ مطہر اور گناہوں سے پاک نہیں ہیں وہ حقیقت کلام کو سمجھنا اور پالینا تو درکنار اسے مس ہی نہیں کر سکتے، اب چونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس آیت پاک کے ظاہری معنوں پر بھی عمل کرنا واجب ہے اور باطنی پر بھی، یعنی یہ کہنا صحیح ہے کہ جو لوگ باطنی طہارت یعنی زُہد وتقویٰ سے خالی ہیں وہ کلام پاک کے معنی اور مطالب کو چھو تک نہیں سکتے، اور نہ ہی اس کی گرد تک پہنچ سکتے ہیں۔ اسی طرح بہشتی دروازہ کے متعلق بھی کہا جا سکتا ہے کہ اس حدیث کی رُو سے یہ بھی صحیح ہے کہ جو اِس دوازے سے گزر جائے بہشتی ہے، اور یہ بھی صحیح ہے کہ جو شخص حضرت خواجہ گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک یعنی طریقت اور سلوک الی اللہ کو طے کرے وہ بہشتی ہے۔

بہشتی دروازے کا علمی اور شرعی جواز

کم علم، کم فہم لوگ سوال کرتے ہیں کہ ایک گناہ گار یعنی چور ڈاکو زانی کے گناہ کیونکر بہشتی دروازے سے گزرنے کی وجہ سے معاف ہو جاتے ہیں۔

ایک دفعہ یہی سوال پاکپتن شریف میں عرس کے موقع پر بہاولپور ڈگری کالج کے پرنسپل مولوی ضیاء الدین احمد جو بمبئی میں کمشنر پولیس رہنے کے بعد "ریاست بہاولپور" کے کمشنر پولیس بھی رہ چکے تھے، اور بڑے عالم فاضل تھے، حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے

مرید خلیفہ مولانا غلام محمد گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الجامعہ عباسیہ بہاولپور سے کیا۔ یاد رہے کہ حضرت شیخ الجامعہ کا شمار برصغیر پاک وہند کے چوٹی کے پانچ دس علماء کرام میں ہوتا ہے، تبحر علمی کے علاوہ آپ صوفی روشن ضمیر بھی تھے۔ اس لیے انہوں نے جو جواب دیا وہ یہاں درج کیا جاتا ہے تا کہ بہشتی دروازے کے علمی وشرعی جواز سے سب حضرات آگاہ ہو جائیں۔

حضرت شیخ الجامعہ نے فرمایا کہ: پہلی بات تو یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے اعمال کی وجہ سے بہشت میں نہیں جائے گا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل وکرم سے جائے گا۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے اعمال سے کوئی شخص بہشت میں نہیں جائے گا بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جائے گا۔ یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ حضور آپ؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں بھی اپنے اعمال کی بدولت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بہشت میں جاؤں گا۔ جب سرور کونین ﷺ کی خاطر ساری کائنات وجود میں آئی ہے کہ یہ حال ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی کے بغیر بہشت میں نہیں جا سکتے تو پھر ہمارے تمہارے اعمال کی کیا حیثیت ہے کہ ہم اعمال کی بدولت بہشت میں جا سکیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی عظمت، شان اور کبریائی کا یہ عالم ہے کہ آدمی اس کی جس قدر عبادت کرے اس کی عظمت کے سامنے ہیچ ہے۔ کیونکہ اس سے نہ ذات باری کی عظمت کا حق ادا ہو سکتا ہے، نہ شان، کبریائی کا۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ دن میں ستر بار استغفار پڑھا کرتے تھے۔ حالانکہ آپ معصوم تھے۔ نیز آپ اکثر یہ مناجات کیا کرتے تھے۔

یَا وَهَّابُ سُبْحَانَكَ مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ مَا ذَكَرْنَاكَ حَقَّ ذِكْرِكَ
مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ مَا شَكَرْنَاكَ حَقَّ شُكْرِكَ

اے احسانِ عظیم کرنے والی پاک ذات، تو اس قدر بلند وبرتر ہے کہ نہ ہم تیری عظمت کے مطابق تیری عبادت کا حق ادا کر سکتے ہیں، نہ تیرے کمالات کے مطابق تیرے ذکر کا حق ادا کر سکتے ہیں، نہ تیری رحمت کے مطابق تیرا شکر ادا کر سکتے ہیں

جب سرور کائنات ﷺ معترف ہیں کہ ان کے سمیت کوئی شخص حق عبادت ادا نہیں کر

سکتا، تو وہی بات ثابت ہوئی کہ ہر شخص حق تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہشت میں جائے گا، اپنے اعمال کی بدولت نہیں جائے کیونکہ ہمارے اعمال اس قابل ہی نہیں ہیں کہ ہمیں بہشت میں پہنچا سکیں۔ تو یہ کہنا کس طرح صحیح ہوسکتا ہے کہ نیک اعمال کے بغیر بہشتی دروازے سے گزرنے والا کیسے بہشتی ہوسکتا ہے۔ ﴿مقام گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ: ۲۰۷﴾

صحت حدیث :- چنانچہ مولانا غلام محمد گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الجامعہ عباسیہ بہاولپور فرماتے ہیں کہ: رہی یہ بات کہ آیا یہ حدیث جو بہشتی دروازے پر لکھی ہوئی ہے صحیح ہے یا نہیں ہے۔ علم حدیث کے ماہرین نے جن کو عرف عام میں محدثین کہا جاتا ہے، صحت حدیث کے متعلق اصول مقرر کیے ہیں اور ان اصولوں کے مطابق جس حدیث کا سلسلہء اسناد بھی اصولِ حدیث کے مطابق بالکل صحیح اور معتبر ہے۔ مثلاً میرے حضرت شاہ مہر علی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے شیخ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا اور انہوں نے اپنے شیخ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، انھوں نے اپنے شیخ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، انھوں نے اپنے شیخ حضرت خواجہ فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، انھوں نے اپنے شیخ سے سنا، یہاں تک کہ یہ سلسلہ حضرت شیخ المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرہ تک پہونچا، اور آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اے نظام "جو مسلمان اس دروازے سے گزرے گا وہ بہشتی ہے"

اب ان راویوں میں سے کوئی راوی ایسا نہیں ہے جو غیر معتبر اور غیر ثقہ ہو، اسلئے اصول حدیث کی رُو سے یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔ اب جو حدیث صحیح ہو اسمیں شک کرنا ضلالت اور گمراہی ہے۔

اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص حج کرے اس کے سارے گناہ معاف ہوجاتے ہیں، نیز فرمایا جو شخص حجر اسود کو بوسہ دے اُس کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں نیز فرمایا جو شخص اپنی زبان سے توبہ کرے اس کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں، اور وہ اس طرح ہوتا ہے کہ جیسے اس نے کوئی گناہ ہی نہیں کیا۔ اب آپ خود سوچ سکتے ہیں کہ حج کرنے، حجر

اسود کو بوسہ دینے، اور زبان سے توبہ کرنے میں کیا تاثیر ہے کہ ساری زندگی کے تمام گناہ یک قلم معاف ہوجاتے ہیں، یہ رحمتِ حق ہے کہ اس نے ہماری بخشش کے لئے اتنے دروازے کھول دیئے ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ۔

"رحمت حق بہانہ مے جوید" (اللہ تعالیٰ کی رحمت بہانہ ڈھونڈتی ہے)

چنانچہ بہشتی دروازہ بھی حق تعالیٰ نے ہم گناہ گاروں کے لئے ایک ذریعہ بخشش بنا دیا ہے۔ اگر ہم اس حدیث کو ہر لحاظ سے تسلیم نہ کریں تو پھر بخشش کی تمام باقی احادیث سے بھی انکار لازم آتا ہے۔ لہٰذا جب حج کرنے، حجر اسود کو بوسہ دینے، اور توبہ کرنے والی احادیث سے گناہ معاف ہوسکتے ہیں، تو اس حدیث کی رُو سے بھی معاف ہوسکتے ہیں، اس میں کون سی قباحت ہے۔

حضرت شیخ الجامعہ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ دھواں دھار تقریر سن کر مولوی ضیاء الدین احمد اور باقی حاضرین عش عش کر اٹھے کسی کو مزید سوال کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔

﴿مقام گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ: ۲۰۹ از مولانا واحد بخش سیال﴾

-•●❖❖❖●•-

"چونکہ حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کو حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں غائیت درجہ کی فنا حاصل تھی حتیٰ کہ آپ کا لقب بھی زُہدُ الانبیاء ہے، اس مناسبت کی وجہ سے جو خصوصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی ہے، اس کا کچھ شائبہ حضرت خواجہ گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک میں بھی ہونا ضروری تھا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے محراب اور روضہ اطہر کی درمیانی زمین کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ۔

"مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَ مِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ"

"میرے گھر اور منبر کے درمیان جگہ جنت کے باغوں میں سے ہے"

یہی کچھ حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مقدس کے متعلق بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

"مَنْ دَخَلَ ھٰذَا الْبَابَ فَقَدْ اٰمِنَ"

﴿جو اس دروازہ سے گزریگا وہ امن پا جائے گا" یعنی جنتی ہوگا"﴾

Scanned with CamScanner

معترض کو یہ بھی جاننا چاہئے کہ کلمہ طیبہ
"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه" ﷺ کے متعلق بھی آنحضرت ﷺ نے یہی الفاظ اشاد فرمائے ہیں کہ

من قال لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ آمن

جس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا وہ بہشتی ہے

اب آپ خود قیاس فرما سکتے ہیں، جس طرح ایک گناہگار آدمی، بلکہ کافر و مشرک بھی کلمہ طیبہ پڑھ کر فوراً گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے، اسی طرح رسول اکرم ﷺ کے قول کے مطابق جو شخص جنتی دروازہ سے گزرتا ہے، گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے، بس بات وہی ہے۔

"رحمت حق بہانہ می جوید" اللہ تعالیٰ کی رحمت بہانہ ڈھونڈتی ہے

﴿❖ مقام گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ: ۲۱۱ کپتان واحد بخش سیال ❖﴾

الغرض یہ اللہ تعالیٰ کی بخشش و عنایت ہے کہ ہم گناہ گاروں کی بخشش کے لئے اتنے دروازے کھول دیئے ہیں کہ جن کی کوئی انتہا نہیں، انہی میں سے ایک بہشتی دروازہ بھی اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہم سیاہ کاروں کی نجات کے لئے ایک ذریعہ بنا دیا ہے

-•●❖❖❖●•-

محترم والمقام فیروز الدین احمد صاحب کی تحقیق

روایت ہے جو سات صدیوں سے انسانوں کے دلوں میں اسی طرح سے بہتی چلی آرہی ہے، جیسے پنجاب کے پانچ دریاؤں کا پانی، کہ روضے کی تعمیر کے بعد، خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ اس کی پائینتی کے دروازے، یعنی جنوبی دروازے، کے باہر کھڑے تھے کہ اچانک ان پہ وجد طاری ہو گیا اور آپ نے بے خودی کے عالم میں تالیاں بجا کر کہا "لو دیکھ رہے ہو، رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے ہیں" اور فرما رہے ہیں کہ "من دخل ھذہ الباب امن" یعنی جو اس دروازے میں داخل ہوا، امن پا گیا۔ اس روایت کی بناء پر، صدہا سال سے کروڑہا انسانوں کا، جن میں ہندو مسلم سکھ سب شامل رہے ہیں، یہ پختہ اعتقاد رہا

ہے کہ اس دروازے میں سے ایک بار گزر جانے والا جنت میں جگہ پائے گا۔ اس دروازے سے صرف چند گز پرے، مشرق کی جانب، ایک چبوترہ بنا ہوا ہے، جس کے بارے میں روایت چلی آرہی ہے کہ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے رسول کریم ﷺ کو صحابہ کرام کے ساتھ اس جگہ کھڑے دیکھا تھا۔ چبوترہ بنانے کا مقصد اس جگہ کو لوگوں کے قدموں کے نیچے آنے سے محفوظ رکھنا ہے۔

ذہن میں قدرتی طور پر سوال اُبھرتا ہے کہ کوئی شخص کسی دروازے میں صرف داخل ہو کر کیسے امن پا سکتا ہے؟ اس کا ایک فوری جواب تو یہ ہے کہ ایک عام دروازے میں دھکم پیل کر کے داخل ہونے اور اللہ تعالیٰ کے دوست کی خوابگاہ کے دروازے میں عقیدت کا جذبہ اور شفاعت کی اُمید دل میں لیے داخل ہونے میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اور دوسرا مسکت جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی زبان سے نکلے الفاظ میں معانی کے سمندر موج زن ہوتے ہیں۔ "گفتۂ او گفتۂ اللہ بود" کا اطلاق یہاں سے زیادہ بھلا کہاں ہو سکتا ہے؟ ان الفاظ کے ایک معانی تو وہ ہیں جو ہر کس و ناکس کو پانی کی سطح پر پنکھڑیوں کی طرح تیرتے نظر آتے ہیں تا کہ ایک معمولی فہم کا آدمی بھی انہیں آسانی سے سمجھ سکے۔ لیکن ایک معانی وہ ہیں جو سطحِ آب کے نیچے، تہ در تہ، آراستہ ہوتے ہیں، یا انسانی آنکھ کی پہنچ سے دور، پَرے جمائے، صف بستہ ہوتے ہیں اور ان دماغوں پہ روشن ہوتے ہیں، جو عقل کی دوربین اور علم کی خوردبین سے اس سمندر کی لمبائی چوڑائی اور گہرائی کا تعین کرتے ہیں، لیکن نہ کسی دوربین سے سمندر کا آخری سرا نظر آیا ہے اور نہ کسی خوردبین سے سمندر کی پوری تہ نظر آئی ہے۔ چنانچہ اصل معانی ان سینوں پر کھلتے ہیں جن پہ یہ کھولے جانے مقدر ہوتے ہیں۔ حدیثِ رسول ﷺ کی پوری گہرائی اور گیرائی پر تدبّر کیئے بغیر، لفظی ترجمے سے ہٹ کر، بابِ جنت میں داخل ہونے کا ایک واضح مطلب "صاحبِ بابِ جنت" کے سائے میں آنا ہو سکتا ہے، جس کی علامت (Symbol) یہ دروازہ ہے، اور جو خوش نصیب جیتے جی اس کے سائے میں آ گیا، وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب کے سائے میں آ گیا۔ اور جنت

کے دروازے اس پر نہیں کھلیں گے تو اور کس پہ کھلیں گے؟

تاہم اگر لفظی ترجمے ہی پہ جائیں تو کیا ہمارا یہ ایمان نہیں کہ ایک کافر محض اپنی زبان سے کلمہ طیبہ پڑھ کر اسلام کے دائرے میں داخل ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس پہ بالآخر دوزخ کے دروازے بند اور جنت کے دروازے وا کر دیئے جائیں گے؟ اور کیا ہمارا یہ اعتقاد نہیں کہ اگر ایک گناہ گار مسلمان مرنے سے پہلے اپنے گناہوں سے توبہ کر لے تو وہ اُمید کر سکتا ہے کہ اللہ کی رحمت کے دروازے اس پر کھول دیئے جائیں گے؟ کون جانتا ہے کہ جنت کیا ہے اور اس میں جگہ کیسے ملے گی، کسے ملے گی اور کیوں ملے گی؟ اور کون یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ اگلے جہاں میں جنت کی لذت صرف ان ہی کے حصے میں آئے گی جو اس جہان میں گناہ کی لذت سے محروم رہیں گے؟ جنت کے دعوے دار یہ نہ بھولیں کہ جنت جو بھی ہے اور اس میں جو بھی جائے گا وہ اپنی عبادت کے بل بوتے پہ نہیں بلکہ رحمتِ خداوندی کے صدقے جائے گا، اور دوزخ کے طبل بردار یہ بھی نہ بھولیں کہ رحمتِ خداوندی اپنے بندوں کو معاف کرنے کے بہانے ڈھونڈتی ہے۔

رحمتِ حق بہانہ می جوید.......... رحمت حق بہا نمی جوید

وہ مسبب الاسباب جو ہمیں ماں باپ سے ستر گنا زیادہ چاہتا ہے، اس کے کام کرنے کا اپنا ایک انداز ہے اور اس کے لئے وہ ایسے ایسے اسباب پیدا کرتا رہتا ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اس کا حکم ہو تو کسی دروازے میں داخل ہونا تو بڑی بات ہے، اس سے بھی کوئی معمولی چیز انسان کو جنت میں جگہ دلا سکتی ہے۔ اس کے فضل کی نہ کوئی حد ہے، اور نہ کوئی حساب۔ یہ کس پہ ہوتا ہے؟ کیوں ہوتا ہے؟ کب ہوتا ہے؟ کتنا ہوتا ہے؟ کیسے ہوتا ہے؟ کیسے بتایا جاتا ہے؟ کیسے سمجھایا جاتا ہے؟ یہ خود ایک راز ہے اور سینہء کائنات کے ہر سربستہ راز کی طرح کبھی کسی دانائے راز پہ آشکارا ہوتا ہے تو کبھی کسی عاصی یا عامی پہ "بابِ جنت" کی طرح کھول دیا جاتا ہے۔ ﴿فرید الدین مسعود گنج شکر کی ایک جھلک: ۹۱﴾

ولیوں کی قبریں جنتی باغ

حضرت خواجہ محمد احسان مجددی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو زمین حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد کے شمال کی طرف ہے اس کے حق میں آپ خود حضرت قیومِ اوّل مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے جنت کا ٹکڑا ہونے کی خوش خبری دی ہے۔

حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات کی پہلی جلد میں لکھتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ منورہ کی زمین جنت کا ایک حصہ ہے، چنانچہ اس بارے میں حدیث بھی "بین القبری والمنبری روضۃ من ریاض الجنۃ" سو ہمارے روضہ کی زمین بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے بہ سبب اتباع پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جنتی بنائی گئی ہے، اگر ہمارے مقبرے کی مٹی بھر خاک کسی قبر میں ڈالی جائے تو بہت کچھ امیدیں ہو سکتی ہیں، جو شخص اس جگہ دفن ہو اس کی تو بات ہی جدا ہے۔ جس زمین کی بابت جنتی ہونے کی خوشخبری دی گئی اس کا طول چالیس گز اور عرض تیس گز ہے، طول میں روضہ منورہ کے دروازہ سے شروع ہو کر گنبد کے شمال کی طرف چھ گز تک ہے اور عرض میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دردولت سے شروع ہو کر اس کنوئیں تک ہے جو مغرب میں ہے وہ کنواں بھی اسی جنتی زمین میں داخل ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کنوئیں کے حق میں فرمایا ہے کہ جو شخص تین دفعہ اس کنوئیں کا پانی پیے گا اس پر دوزخ کی آگ حرام ہوگی، اور بالضرور جنت میں داخل ہوگا۔ ﴿روضۃ القیومیۃ: ۲۸۱﴾

حضور اعلیٰ سیدنا پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ حضور شیخ السلام شیخ

العالم قطب الاقطاب سلطان الزاہدین بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک کی تقریبات سے شرکت فرما کر واپس آرہے تھے کہ راستے میں کہیں پر مشہور دیوبندی مولوی حسین علی واں بھچروی سے آمنا سامنا ہو گیا۔ مذکور نے حضرت موصوف سے دریافت کیا کہ یا حضرت کہاں سے تشریف لا رہے ہیں؟ تو حضور اعلیٰ نے فرمایا حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عرس میں شرکت کی سعادت حاصل کر کے آرہا ہوں۔ مذکور نے کہا پھر تو آپ یقیناً بہشتی دروازہ سے بھی گذرے ہونگے؟ تو آپ نے فرمایا" اور میں وہاں کس لئے گیا تھا؟ اسی لئے تو گیا تھا"۔ مذکور نے کہا! کمال ہے، آپ جیسا عالمِ دین اور پیر بھی اس بات پر یقین رکھتا ہے، فرمایا اس میں یقین نہ کرنے کی کونسی بات ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، ہر مومن کی قبر جنت الفردوس کا ٹکڑا ہوتی ہے (مشکوٰۃ شریف) پس ولی کے مزار پر جانے والا گویا جنت کے دروازہ ہی میں داخل ہوتا ہے اس پر مذکور مبہوت ہو کر رہ گیا۔

{❖ پاسبان بہشتی دروازہ: ۱۰ از مفتی عبدالمجید خاں سعیدی ❖ بہشتی دروازہ، از منظور قادری چشتی صابری ❖}

{❖ ماہنامہ کنزالایمان شمارہ جون، ۱۹۹۷ء ❖ بہشتی دروازہ: ۳۷ از پیر محمد امین ساجد ❖}

-•●❖❖❖●•-

راقم الحروف کے شیخ طریقت ... امام السالکین ... سراج العارفین ... شہباز طریقت ... سعید الاولیاء ... حضرت علامہ ابوالبیان پیر محمد سعید احمد مجددی قدس سرہ (وصال ۲۰۰۲ء گوجرانوالا) نے ۱۹۸۸ء میں ایک خطبہ جمعۃ المبارک میں ارشاد فرمایا:-

رب ذوالجلال کی قسم اٹھا کے کہتا ہوں، ولیوں کی قبریں جنت کا باغیچہ ہیں۔ جو ولیوں کی قبر پہ جائے وہ جنت سے ہو کر آتا ہے۔ اور وہاں سے جنت کی خوشبوئیں بھی آتی ہیں۔

ایک مرتبہ میں لاہور داتا صاحب حاضر ہو کر واپس آرہا تھا کہ راستے میں ایک آدمی ملا، کہنے لگا مجددی صاحب! کہاں سے آئے۔ میں نے کہا جنت سے، کہنے لگا استغفر اللہ جنت میں تو جو جائے وہ آتا ہی نہیں۔ تو میں نے کہا: دوزخ والا آجاتا ہے۔ یہ کون سی دلیل ہے۔ کہنے لگا کیا؟ کیسی جنت؟ میں نے کہا داتا کی قبر۔ کہنے لگا کہاں لکھا ہے۔ میں نے کہا

حدیث میں لکھا ہے۔ کہنے لگا: سناؤ حدیث۔ میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ "قبر المؤمن روضة من رياض الجنة" مسلمان مومن کی قبر جنت کا باغ ہے۔ وہ چپ ہو گیا، کہنے لگا! حدیث تو ہے، پر میں بھی کئی بار گیا ہوں، مجھے جنت کی خوشبو نہیں آئی، تمہیں آئی ہے۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم مجھے آئی ہے۔ کئی بار ولیوں کے مزاروں سے جنت کی خوشبو آئی ہے۔ کہنے لگا مجھے کیوں نہیں آتی؟ میں نے کہا جنت کی خوشبو دوزخیوں کیلئے حرام ہے۔ ہاں ہاں۔ شرط ہے کہ جنت کی خوشبو جنتی سونگھ سکتے ہیں۔

-•●❖❖❖●•-

حدیث میں تو ہر ولی کامل کے مزار کو بہشت کا نہ صرف دروازہ بلکہ بہشت کا باغ بتایا گیا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

"قبر المؤمن روضة من رياض الجنة"

(مومن کی قبر بہشت کے باغات میں سے ایک باغ ہے)

جب ایک عام مومن کی قبر کا یہ حال ہے پھر اولیائے کاملین کے مزارات کا کیا حال ہو گا، اور پھر کاملین کے سرتاج بابا فرید گنج شکر رضی اللہ عنہ کے مزار کے متعلق خود بتائیے کہ وہاں کتنے گلزار کھلے ہوں گے، جب انکے مزار کا یہ کمال ہے تو مزار کے دروازہ کو بہشتی دروازہ نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا آپ ہی کے مزار پر جنتی دروازہ کیوں ہے، تو اُس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ خصوصیت سے ایک ولی کامل سیدنا نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے الہامِ ربانی سے حکم پایا کہ "مَنْ دَخَلَ هٰذَا الْبَابَ فَقَدْ اٰمِنَ" جو اس دروازہ سے گزریگا وہ جنتی ہوگا، اسی لئے خصوصیت سے اسے بہشتی دروازہ کہا جاتا ہے۔

-•●❖❖❖●•-

سید مسلم نظامی دہلوی رقمطراز ہیں کہ

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف میری قبر اور میرے منبر کے درمیان جو جگہ ہے

وہ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے۔ ہمارے خیال میں حضرت بابا صاحب کی پائینتی جنتی دروازہ سے ہونا اتباع نبوی ﷺ کی دلیل ہے۔ ﴿انوار الفرید: ۲۱۵﴾

-•●❖❖❖●•-

ثبوت: حضرت زیب اورنگ ولایت، مرکز رشد و ہدایت، سلطان المشائخ بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مقدسہ کی اہم خصوصیت بہشتی دروازہ ہے، یہ دروازہ مزار کی جنوبی دیوار میں ہے، اِس دروازہ کو "بابُ الجنت" یا "بہشتی دروازہ" کہتے ہیں، بابُ الجنت کہنے کی کئی وجوہات ہیں، ان میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ حضور پرنور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

قبر یا تو بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوتی ہے
یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا

اس حدیث مبارکہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ بہشت کا باغ وہی قبر ہوتی ہے، جس میں اللہ تعالیٰ کے محبوب اولیاء آرام فرمارہے ہوتے ہیں۔ چونکہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ساری زندگی اسوۂ رسول ﷺ اور حکمِ خداوندی کے مطابق تھی، اس لئے حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، اور اس جنتی باغ کے دروازے کو 'جنتی دروازہ' کہا جاتا ہے۔

مقصد: حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے کے متعلق شہرت کا سبب وہ روایات بھی ہیں جو بزرگان دین سے منقول ہیں جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔

"بہشت تمہاری ماں کے قدموں کے نیچے ہے"

یعنی ماں کی فرمان برداری و اطاعت بہشت کا سبب ہے، بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی فرمانبرداری، حضور پرنور ﷺ کی اتباع اور اطاعت درحقیقت اطاعت خداوندی ہے بہشتی دروازہ میں سے گزرنا گویا اللہ تعالیٰ سے عہد کرنا ہے کہ آئندہ میں اپنی ساری عمر قرآن وسنت کے مطابق، حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چل کر گزاروں گا۔ اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کروں گا اور اپنے آپ کو اس کو نعمتوں کا مستحق بناؤں گا، نیز میں یہ دعا مانگتا ہوں کہ

اے اللہ میں عاجز بندہ اپنے تمام سابقہ گناہوں کی معافی مانگتا ہوں، اے باری تعالیٰ تو مجھے معاف فرما، اور آئندہ مجھے ہمیشہ ہمیشہ نیک عمل کرنے کی توفیق عطا فرما، تاکہ میں بھی تیرا پسندیدہ بن جاؤں، بہشت کا مستحق بن جاؤں۔ آمین ﴿داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اور قطب اکبر گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ: ۷۶﴾

-•●❖❖❖●•-

ایک سوال کا جواب (عورتوں کے متعلق)

ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جنتی دروازہ صرف مردوں کے لئے ہی نجات کا موجب ہے اور خواتین اس فیض سے محروم ہیں؟ جس کا جواب یہ ہے کہ یہ فیض کا دروازہ ہر مومن و مومنہ امت محمدیہ ﷺ کے لئے مغفرت کا باعث ہے، مرد تو دروازہ سے عبور کرتے وقت اپنی طاقت سے کام لے کر گذرتے ہیں مگر عورتوں کی بہ سبب کمزور طبیعت ہونے کے پہلی رات یا دوسری رات کھلے ہوئے دروازہ کی زیارت سے مستفیض ہونے کو حکم دیا گیا ہے اندر جانا منع ہے۔

چنانچہ اس فرمان واجب الادعان جناب خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بموجب چھ سات سو سال سے ایسا عمل جاری ہے، اور انشاء اللہ تعالیٰ تاحشر جاری رہے گا کہ ہر سال دروازہ بہشت کھلتا ہے، اور ہزاروں لاکھوں مردانِ امتِ محمدیہ ﷺ گذرتے ہیں، اور مزار پاک سے فیض پاتے اور لطف اُٹھاتے ہیں۔ ﴿خزینہ برکات ولی: ۳۰﴾

-•●❖❋❖●•-

بہشتی دروازے سے گزرنے کا فائدہ

مولانا الحاج کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری اپنی تصنیفِ لطیف مقامِ گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے صفحہ نمبر ۲۱۰ پر رقمطراز ہیں کہ دیکھنے میں یہ بھی آیا ہے کہ جو شخص ایک دفعہ اس بہشتی دروازہ سے گزر کر جاتا ہے اس کے دل میں نورانیت آجاتی ہے، اور گناہوں سے باز آکر اچھے اعمال کی طرف راغب ہوجاتا ہے۔ یہ عوام کا حال ہے اور جو خواص کے زمرہ سے تعلق رکھتے ہیں یعنی اولیاء اللہ وہ اس حدیث کے باطنی مفہوم سے بھی مستفیض ہوتے ہیں، وہ منازلِ سلوک طے کر کے مقامِ قرب و معرفت میں جگہ پاتے ہیں۔

-•●❖❖❖●•-

بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس دروازہ سے گزرنے والے کلمہ گو مسلمان کی حالت بدل جاتی ہے، آئندہ بہت سارے گناہوں سے بچ جاتا ہے، اور عاقبت اچھی ہوجاتی ہے۔ اگرچہ بظاہر اچھے اثرات سامنے نہ بھی آئیں، کیا خبر کہ اس نے آئندہ کیا کیا بُرائیاں کرنی تھیں لیکن بہشتی دروازہ کی برکت سے بچ گیا۔ اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس کی برکت سے خاتمہ بالخیر ہوجاتا ہے، گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے پیاروں کے فیوض و برکات سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔۔۔۔۔ آمین

-•●❖❖❖●•-

مزاراتِ اولیاء اس سرزمین پر شعائر اللہ اور مہبطِ انوارِ الٰہیہ و مرکزِ تجلیاتِ ربانیہ ہیں انہی میں سے ایک سلطان الزاہدین شیخ الاسلام حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ کا وہ دروازہ جو مزار شریف سے متصل جنوبی سمت میں واقع اور "بہشتی

دروازہ" کے نام سے معروف ہے، بڑی عظمت کا حامل ہے، اور خصوصیت کیساتھ رسول اللہ ﷺ اور حضرات خلفاء اربعہ (حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم، حضرت ذوالنورین اور حضرت شیرِ خدا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کی ارواحِ طیبہ کی جلوہ گاہ ہے، مخلصینِ اہل اسلام کیلئے پیامِ رحمت اور صحتِ عقیدہ کے ساتھ وہاں سے گزرنا مسلمان کیلئے حسبِ مقام، باعثِ مغفرت، بخشش کی ضمانت، بلندی درجات کا مژدۂ جانفزاء، اور بشارت عظمیٰ ہے۔

-•●❖❖❖●•-

اس پاک دروازہ بہشتی سے کئی کرامتوں کا ظہور ہوچکا ہے اور انشاء اللہ تا قیامت ہوتا رہیگا، ایک بزرگ صاحب حال کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اس موقعہ پر جس وقت کہ دروازہ بہشتی کھل رہا تھا بمعہ اپنے ہمراہیان کے سامنے دروازہ بہشتی کے دس بیس قدم کے فاصلہ پر کھڑے ہوکر دروازۂ پاک کی طرف گذرنے والوں کو دیکھ دیکھ کر سخت متحیر ہو رہے تھے، مگر جونہی کہ دوسرے دروازہ نوری (شرقی) سے نکلنے والوں کو آپ نے دیکھا تبسم فرمایا۔ اُن کے ساتھیوں میں ایک ظاہری عالم صاحب نے آپ کے اس تحیر اور تبسم کی وجہ دریافت کی، اُس بزرگ صاحبِ حال نے اپنے سر کی ٹوپی اوتار کر اُس ظاہری عالم صاحب کے سر پر رکھ دی، عالم صاحب کیا دیکھتے ہیں کہ دروازہ بہشتی کے سامنے گذرنے والے لوگ تمام جانوران (کالانعام) کی اشکال میں نمایاں ہیں، کوئی ریچھ ہے، تو کوئی بندر وغیرہ وغیرہ۔ مگر جونہی کہ دروازۂ اقدس سے پار ہوتے جاتے ہیں انسانی شکل اختیار کرتے جاتے ہیں۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ ﴿❖ خزینۂ برکات ولی:۴۴ ❖﴾

-•●❖❖❖●•-

جناب محترم یامین صاحب (آف کراچی) کا کہنا ہے کہ یہ 1996ء کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ میں اپنے والد محترم، چچا جان اور ماموں جان کے ہمراہ حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ اقدس پر حاضری کیلئے پاکپتن شریف گیا۔ جب دربار شریف پر پہنچے تو

Scanned with CamScanner

میں نے آپ کے دربار کی چوکھٹ کو چوما اور پھر اس پر سر رکھ کر عرض کی!

''یا بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ! آپکے محبوب لاثانی سرکار صاحب (صوفی مسعود احمد صدیقی المعروف لاثانی سرکار فیصل آباد) کا ادنیٰ سا خادم آپکے در پر حاضر ہوا ہے۔ اپنے محبوب کے صدقے کرم فرمائیں، اور آج ظاہری طور پر بھی اپنی زیارت سے نواز دیں''۔

میرا سر آپکی چوکھٹ پر رکھا تھا، اور زبان پر یہ الفاظ جاری تھے۔ پھر جب میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو سامنے ہی حضرت بابا فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ کو موجود پایا۔ آپ نے معنی خیز نظروں سے میری طرف ایسے مسکرا کر دیکھا گویا فرما رہے ہوں! دیکھا! ہم نے اپنے محبوب لاثانی سرکار کے صدقے کتنی جلد تمہاری عرض سن لی۔ آپکو دیکھ کر میں حیران ہوا اور خوش بھی، پھر میں نے کچھ عرض کرنا چاہا تو آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا!

''لاثانی سرکار مدظلہ العالی کے حبیب اور تمام سلاسل کا فیض عطا کرنے والے ہیں۔ جب بھی لاثانی سرکار صاحب کا کوئی مرید ہمارے مزار پر آتا ہے تو ہماری توجہ خود بخود اسکی طرف چلی جاتی ہے''

اس کے بعد آپ سرکار رحمۃ اللہ علیہ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے جنتی دروازہ کے پاس لے گئے۔ وہاں بہت زیادہ رش تھا اور عام حالات میں جنتی دروازہ تک پہنچنا بہت مشکل ہے۔ لیکن ہم تو جیسے پلک جھپکتے میں ہی وہاں پہنچ گئے۔ پھر آپ نے جنتی دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا!

''اس دروازہ سے برگزیدہ ہستیاں مجھ سے ملنے آتی ہیں اور میں بھی ان سے ملنے اسی دروازہ سے گزر کر جاتا ہوں۔ اس کے بعد آپ سرکار نے اپنے خلفاء سے میری ملاقات کروائی اور مزار کے باقی حصوں کی زیارت بھی کروائی۔ پھر کافی دیر تک کرم فرماتے رہے۔

اس کے بعد آپ سرکار مجھے دروازہ تک لے کر آئے اور پھر خود اندر مزار مبارک میں تشریف لے گئے۔ جب میں دروازے پر آیا تو دیکھا کہ میرے ہمراہ آنے والے (ابو، چچا، ماموں) ابھی بہت دور لائن میں کھڑے ہوئے تھے۔ کافی دیر بعد جب وہ مجھ تک پہنچے تو

انہوں نے مجھے دیکھ کر کہا کہ تم کیسے اندر پہنچ گئے؟ میں نے مسکراتے ہوئے کہا! یہ تو سب نسبت اور کرم کی باتیں ہیں۔ ہم تو بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے مہمان ہیں۔ میرے ماموں (جو کہ سرکار سے بیعت نہیں تھے) نے مجھے طنزاً کہا! اگر تم پر اتنا ہی کرم ہے تو بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کرو کہ تمہیں یہاں کھانا (لنگر) بھی اسی طرح ملے جیسے مہمانوں کو ملتا ہے۔ میں نے اسی وقت حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ اور پیرو مرشد سے باطنی طور پر عرض کی۔ حضور میری لاج رکھنا۔ ابھی میں یہ عرض کر ہی رہا تھا کہ آواز آئی! جس نے لنگر لینا ہے لے لو۔ پھر ساتھ ہی دوسری آواز آئی!

''لاثانی سرکار کے مرید لنگر خانے میں آجائیں''

یہ آواز ہم تینوں نے واضح طور پر سنی اور لنگر خانے میں چلے گئے۔ وہاں ایک آدمی مجھے دیکھتے ہی آگے بڑھ کر آیا اور کہنے لگا! یار عجیب بات ہے، ابھی ابھی چند لمحوں کیلئے مجھے اونگھ آئی تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور تمہارا چہرہ اور حلیہ دکھا کر فرمایا!

''وہاں ایک آدمی لاثانی سرکار کا مرید ہے اور اس کے ساتھ دو آدمی بھی ہیں۔ وہ ہمارے مہمان ہیں۔ انہیں مہمانوں کی طرح لنگر کھلاؤ۔

پھر انہوں نے ہمیں مہمانوں کی طرح لنگر کھلایا اور لفافوں میں بھی ڈال کر دیا۔ میرے ابو، چچا اور ماموں یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئے اور کہنے لگے! یار! مان گئے کہ لاثانی سرکار سے دوسرے ولی بھی محبت کرتے ہیں اور تمہارے مرشد کی تم پر خاص نظر کرم ہے۔

{مخزن کمالات: ۳۰}

حضرت شاہ شیخ دیوان سید محمد ابراہیم صاحب سجادہ نشین درگاہ عالیہ فریدیہ قدس اللہ سرہ العزیز سے ایک ظاہری عالم نے دروازہ بہشتی کی بابت معترض ہو کر ثبوت طلب کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دروازہ کے کھلنے تک ٹھہرنے کا حکم دیا۔ جب عرس کا زمانہ آیا اور پانچویں تاریخ محرم دن گذر کر شام کو دروازہ پاک کھولا گیا، اُس وقت اُس ظاہری عالم

صاحب کے سر پر حضرت سجادہ نشین صاحب موصوف نے اپنی عباء ڈال دی اور وہ ظاہری عالم گذرنے والوں کی کیفیت کو اس حال میں دیکھ کر کہ جو گذرتا ہے جنتی ہوتا جاتا ہے دلی طور پر تائب ہوا اور حضرت سجادہ نشین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر دولتِ بیعت سے مالا مال ہوا۔ (خزینہ برکات ولی: ۴۶)

نشانی

حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ میں اور حضرت باوا فضل دین صاحب کلیامی رحمۃ اللہ علیہ (وصال ۱۸۹۲ء/راولپنڈی) پاک پتن شریف کے عرس پر اکٹھے گئے تھے، جب بہشتی دروازہ کے کھلنے کا وقت قریب آیا تو باوا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا پیر صاحب! دیکھنا جب بہشتی دروازہ کھلے گا تو حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ پر جو کلس ہے وہ گھوم جائے گا۔ چنانچہ میں نے دیکھا تو واقعی کلس گھوم گیا۔ حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۲۶ ہجری بمطابق ۱۹۰۸ء میں دروازہ کھلنے سے پہلے ایک مجمع کے سامنے یہ راز ظاہر فرمایا۔ چنانچہ بے شمار لوگوں نے (جن میں نواب محمد حیات صاحب قریشی اور حضرت شیخ الجامعہ غلام محمد گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ صاحب بھی شامل تھے) اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اِس قول کی تصدیق کی۔ اُس روز سرکارِ اعلیٰ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے کلس کے گھوم جانے کی حکمت یہ بیان فرمائی تھی کہ اس وقت حضور سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کبار اور مشائخ عظام تشریف لاتے ہیں اور یہ سلامی ہے۔ (مہر منیر: ۴۰۲)

خواہشِ حاضری

شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد پاک سے ایک عظیم ہستی ولی کامل حضرت شیخ اللہ دتہ (م ۱۹۰۱ء/قصبہ شہر فرید، بہاولپور) کا ایک مرید رمضان نامی قوم مئے سے تھا وہ آپ کے لنگر کے مویشیوں کا چرواہا تھا۔ وہ ہر سال پاکپتن شریف میں شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک پر جانے کے لئے تیاری کرتا تھا، مگر حضرت شیخ اُسے ہر بار فرماتے کہ اس دفعہ نہیں اگلے سال چلیں گے، ایک مرتبہ عرس مبارک کے دن قریب آگئے، اور رمضان خادم نے کہنا شروع کر دیا کہ یا حضرت! اگر آپ نہیں جانا چاہتے تو مجھے اجازت بخش دیں، میں دوسرے لوگوں کے ساتھ چلا جاؤں گا۔ حضرت شیخ نے فرمایا اس مرتبہ ہم دونوں عرس مبارک پر جائیں گے۔ یہ سُن کر رمضان مطمئن ہو گیا اور لنگر کے مویشی چرانے لگا۔ عرس مبارک حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک شب گزر گئی اور دوسری رات باقی تھی رمضان خادم حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور اُن کے سامنے مال مویشی ہانکنے والی لاٹھی پھینک دی، جو ملازمت سے استعفیٰ دینے کی علامت تھی، اور عرض کیا کہ اب ہم پاکپتن شریف کیسے جائیں گے، جب کہ صرف ایک رات باقی ہے، اور ساٹھ میل کی مسافت درمیان ہے۔ پچھلے سالوں کی طرح اس سال بھی آپ نے عرس مبارک کی حاضری اور بہشتی دروازے سے گزرنے کی سعادت سے مجھے محروم رکھا۔ حضرت شیخ اللہ دتہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خادم کو آزردۂ خاطر دیکھا تو اُس کے ہمراہ اپنے مکان سے باہر تشریف لائے، چند قدم کے فاصلہ پر شورہ سازی کا ایک ویران ٹیلہ تھا، وہاں پہنچ کر رمضان خادم سے فرمایا! پاکپتن شریف پہنچنا

مشکل نہیں ہے، مگر شرط یہ ہے کہ آمد و رفت کے اس راز کو کبھی فاش نہ کرنا، یا کم از کم میری زندگی میں ظاہر نہ کرنا، البتہ میری وفات کے بعد تمہاری صوابدید پر منحصر ہے۔ رمضان خادم نے حضرت شیخ سے وعدہ کیا کہ جناب کی حیاتِ مبارکہ میں اس راز کو فاش نہ کروں گا۔ اس پر حضرت شیخ نے ٹیلہ پر کھڑے ہو کر خادم سے فرمایا "آنکھیں بند کر لے" تھوڑی دیر بعد فرمایا "اب آنکھیں کھول لے" رمضان خادم اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ پاکپتن شریف پہنچ چکے تھے۔

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں، کارکشا، کارساز

میاں رمضان، حضرت شیخ کے ساتھ پاکپتن شریف میں جنتی دروازہ سے گزرا، اور پھر اُسی صورت میں واپسی ہوئی اور حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کی حیاتِ مبارکہ تک اس راز کا امین و محافظ رہا۔ اُن کی وفات کے بعد اس راز سے پردہ اُٹھا دیا۔ ﴿ تاج العارفین: ۱۳۷ ﴾

-•●❖❖●•-

سیدنا مجدد الف ثانی حضور امام ربانی رضی اللہ عنہ نے ایک حجام کو حجامت کا فرمایا تو وہ اس وقت پاکپتن شریف بہشتی دروازہ کی حاضری کے لئے روانہ ہو رہا تھا، عرض کی واپسی پر حجامت بناؤں گا۔ حضور امام ربانی رضی اللہ عنہ نے ایک خط لکھ کر اسے دیا اور فرمایا بہشتی دروازہ سے گزر کر باہر والے دروازے پر بزرگ کھڑے ہونگے انہیں یہ میرا خط دیکر کہنا کہ اسکا جواب اسی خط کی پشت پر لکھ دیں۔ چنانچہ حجام حسبِ دستور بہشتی دروازہ میں داخل ہو کر باہر نکلا تو ایک بزرگ کھڑے تھے، انہیں خط دیا، تو انہوں نے اسکی پشت پر جواب لکھ دیا......
حجام نے خط پیش کیا، تو مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ہنس پڑے۔ حجام نے وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا جنہیں میں نے خط لکھا وہی خود حضور بابا فرید رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے لکھا تھا کہ آپ اپنے مزار پر عوام کو کیوں نہیں روکتے، جبکہ انکا بہشتی دروازہ آنے پر بہت نقصانات بھی ہوتے تو انہوں نے جواب میں لکھا ہے کہ آپ ایک حجام کو نہ روک سکے میں عوام کو کیسے روک سکتا ہوں۔ ﴿ جنتی دروازہ: ۱۰ از فیض احمد اویسی ﴾

-•●❖❖●•-

اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی پیش آیا، جو دلچسپی سے خالی نہیں، وہ اس طرح کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کسی طالب علم نے دہلی کے قریب ایک میلہ پر جانے کی اجازت مانگی، جو کسی غیر معروف بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر لگتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا؛ وہاں لہو ولعب اور ناچ گانے کا سلسلہ رہتا ہے، کیوں جاتے ہو۔ اُس طالب علم نے اصرار کیا، تو آپ نے ایک رقعہ لکھ دیا کہ اسے مزار پر رکھ دینا۔ اُس طالب علم کو میلہ کی حدود سے باہر ہی ایک درخت کے نیچے ایک کمبل پوش فقیر بیٹھا ہوا ملا، جس نے کہا کہ لاؤ وہ کاغذ جو تمہارے مولوی صاحب نے بھیجا ہے۔ چنانچہ وہ کاغذ لے کر اُس نے ایک ٹھیکری پر کوئلے سے کچھ نشان لگائے اور کہا فوراً واپس جاؤ، اور یہ ٹھیکری اپنے مولوی صاحب کو دے دینا۔ چنانچہ اُس لڑکے پر ہیبت سی طاری ہو گئی، اور وہ میلہ دیکھے بغیر ہی وہیں سے لوٹ آیا، اور ٹھیکری حضرت شاہ صاحب کے پیش کی۔ شاہ صاحب ٹھیکری پر نظر ڈال کر ہنس پڑے، اور حاضرین کی دریافت پر فرمایا کہ ہم نے صاحب مزار کو لکھا تھا کہ "بزرگ ہو کر اتنا تصرف نہیں رکھتے کہ لوگوں کو اُس بدعت سے روکیں، جو وہ آپ کی قبر پر کر رہے ہیں"۔ اُنہوں نے جواب میں لکھا ہے کہ "آپ اپنے درس کے ایک شاگرد لڑکے کو نہیں روک سکے تو میں خدا کی اتنی مخلوق کو کیسے روک سکتا ہوں"، اور میرا کیا ہے میں تو یہاں باہر نکل کر بیٹھا ہوں، خالی قبر پر جو چاہیں کرتے رہیں۔ ﴿ مہر منیر: ۳۰۸ ﴾

-•●❖❖❖●•-

نور عالم کٹاریہ ساکن چکوڑی شریف (گجرات) کا بیان ہے کہ ایک بار ۱۹۱۰ء میں، میں بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر حاضر ہوا، مخلوق کا انبوہ کثیر تھا، یہاں تک کہ میں دن گئے بہشتی دروازہ کے قریب تک نہ پہنچ سکا، آخر ایک دیوار سے تکیہ لگا کر بیٹھ گیا کہ میری آنکھ لگ گئی، خواب میں دیکھتا ہوں کہ بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اور مرشد کریم اعلیٰحضرت خواجہ سید غلام رسول شاہ بخاری شکر یلوی رحمۃ اللہ علیہ (دربارِ عالیہ

چشتیہ منصوریہ شکریلہ شریف گجرات) تشریف لائے ہیں، اور مرشد کریم فرماتے ہیں نور عالم بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ذرا دبا دے، آنکھ کھلی تو حیران تھا، سبحان اللہ کیا کرم ہوا، واپسی پہ سیدھا خانقاہ معلیٰ شریف حاضر ہوا، آپ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا!

''نور عالم بابا فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خوب زیارت کی، اب تو پکے بہشتی ہو گئے ہونا''

(بُستانِ صُوفیاء:۸۷)

-•●❖❖❖●•-

حضرت مولانا غلام دستگیر ہاشمی قصوری (م ۱۳۱۵ھ) فرماتے ہیں کہ فقیر مزار پُرانوار حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ پاک پٹن شریف گیا۔ وہاں حضرت مولانا مولوی دادار بخش مرحوم مجھے ایک بلند مقام پر لے گئے جہاں سے زائرین کا ہجوم صاف دکھائی دیتا تھا۔ مجھے یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ ہزاروں لوگ صف بستہ رواں دواں بہشتی دروازہ کی جا رہے ہیں اور کئی لوگ ان زائرین کے سر پر پاؤں رکھ کر بڑی تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ دروازہ کے قریب جا کر وہ انسانوں کے جمِ غفیر میں غوطہ لگاتے اور دروازے سے گزرتے ہیں۔ جن لوگوں کے سر اور کندھوں پر سے یہ لوگ گزر رہے تھے وہ نہ تو شکایت کرتے اور نہ ہی کسی تکلیف کا اظہار کرتے۔ ان محبت کیش عوام کی عقیدت و محبت کی محویت کا یہ منظر میرے لئے حیران کن تھا۔ اور جن بزرگانِ دین کی کرامات کا میں علمی طور پر قائل تھا، اپنی آنکھوں دیکھ کر یقین کے رُتبہ کو پہنچا۔ (تذکرہ علماء اہلسنت و جماعت لاہور: ۲۰۷)

-•●❖❄❖●•-

بہانہء بخشش

اذان کا ادب کرنے سے بخشش

زبیدہ خاتون ایک نیک ملکہ تھی۔ اس نے ''نہر زبیدہ'' بنوا کر مخلوقِ خدا کو بہت فائدہ پہنچایا۔ اپنی وفات کے بعد وہ کسی کو خواب میں نظر آئی۔ اس نے پوچھا کہ زبیدہ خاتون! آپ کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟ زبیدہ خاتون نے جواب دیا کہ اللہ ربّ العزت نے بخشش فرما دی۔ خواب دیکھنے والے نے کہا کہ آپ نے ''نہر زبیدہ'' بنوا کر مخلوقِ خدا کو فائدہ پہنچایا' آپ کی بخشش تو ہونی ہی تھی۔ زبیدہ خاتون نے کہا' نہیں! نہیں! جب ''نہر زبیدہ'' والا عمل پیش ہوا تو پروردگارِ عالم نے فرمایا کہ کام تو تم نے خزانے کے پیسوں سے کروایا' اگر خزانہ نہ ہوتا تو نہر بھی نہ بنتی۔ مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے میرے لئے کیا عمل کیا۔ زبیدہ نے کہا' میں تو گھبرا گئی کہ اب کیا بنے گا' مگر اللہ ربّ العزت نے مجھ پر مہربانی فرمائی۔ مجھے کہا گیا کہ تمہارا ایک عمل ہمیں پسند آ گیا۔ ایک مرتبہ تم بھوک کی حالت میں دستر خوان پر بیٹھی کھانا کھا رہی تھی' جام شراب ہاتھ میں تھا' سر سے دوپٹہ سرکا ہوا تھا کہ اتنے میں ''اللہ اکبر'' کے الفاظ سے اذان کی آواز سنائی دی۔ یہ الفاظ سنتے ہی تمہارے کان اُس طرف لگ گئے، یہ نام کانوں کی راہ سے دل تک پہنچا' نام کی عظمت نے دل کو لرزایا' تم نے فوراً جامِ شراب کو ہاتھ سے گرا دیا' لقمے کو واپس رکھا' سر پر دوپٹے کو ٹھیک کیا' پھر بڑے ادب و احترام اور یکسوئی کے ساتھ مکمل اذان کو سُنا' تو نے ہمارے نام کو تعظیم اور محبت سے دل میں جگہ دی' لہٰذا ہم نے تجھ سے سارے عذاب دور کر کے تمہیں اپنے پاس جنت میں جگہ دی' بس اسی وجہ سے ہم نے تمہاری مغفرت فرما دی۔ (رَبِّ کریم کا گنہگاروں سے پیار:۳۵۷)

صبر کا پھل

کسی بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت محمد واسع رحمۃ اللہ علیہ کو بہشت کی جانب لے جایا جا رہا ہے۔ اس بزرگ کے دل میں خیال آیا کہ دیکھو جنت میں کون پہلے داخل ہوتا ہے۔ پھر کیا دیکھتے ہیں کہ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کو پہلے جنت میں داخل

کر دیا گیا' اُن بزرگوں نے پوچھا کہ محمد واسع رحمۃ اللہ علیہ تو مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ عامل و کامل تھے۔ ملائکہ نے جواب دیا کہ یہ تم صحیح کہتے ہو، لیکن محمد واسع رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہننے کے لیے دو لباس تھے، اور مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے پاس صرف ایک۔ لہٰذا صبر وضبط کی نسبت مالک کی طرف زیادہ ہے، اس لیے پہلے انہیں جنت میں بھیجا گیا۔ ﴿تذکرۃ الاولیاء:۲۸﴾

مخلوق پر شفقت سے مغفرت

حضرت سُفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ عوام سے بہت شفقت کے ساتھ پیش آتے تھے، چنانچہ ایک مرتبہ اک پرندہ قفس (پنجرے) میں مضطرب تھا، تو آپ نے اس کو آزاد کر دیا، پھر وہی پرندہ آپ کے یہاں پہنچ کر آپ کی عبادت کو دیکھتا رہتا تھا۔ اور آپ کی وفات کے بعد جنازے پر کبھی روتا ہوا گذر جاتا، کبھی جنازے پر لوٹتا اور تڑپتا تھا۔ پھر جب آپ دفن ہو چکے تو وہ پرندہ اکثر آپ کے مزار پر روتا رہتا۔ حتیٰ کہ ایک دن قبر میں سے آواز آئی کہ مخلوق سے شفقت کی وجہ سے خدا نے ان کی مغفرت فرما دی۔ ﴿تذکرۃ الاولیاء:۱۱۹﴾

بہشتی کی دُعا سے بخشش

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ بازار سے گذر رہے تھے، تو دیکھا کہ ایک بہشتی کہہ رہا ہے، "اے اللہ! جو میرا پانی پی لے اس کی مغفرت فرما دے"۔ چنانچہ نفلی روزے کے باوجود آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پانی پی لیا۔ جب لوگوں نے کہا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تو روزہ تھا۔ تو فرمایا کہ میں نے تو بہشتی کی دُعا پر پانی پی لیا۔ انتقال کے بعد کسی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا "اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟" آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بہشتی کی دُعا سے اللہ رب العزت نے مغفرت فرما دی۔ ﴿تذکرۃ الاولیاء:۱۶۰﴾

اللہ کے کرم سے بخشش

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی بزرگ نے خواب میں پوچھا کہ اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کہ محض اپنے کرم سے بخش دیا اور ان دو رکعت نماز کے علاوہ جو میں رات کو پڑھا کرتا تھا اور کوئی عبادت کام نہ آسکی۔ ﴿تذکرۃ الاولیاء:۲۰۲﴾

ندامت کی بدولت بخشش

حضرت ابو وراق رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے شخص نے خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "اللہ عزوجل نے مجھے اپنا قرب عطا فرما کر میرا نامہ اعمال میرے ہاتھ میں دیدیا" جس کو پڑھنے کے بعد مجھے پتہ چلا کہ اس میں ایک گناہ ایسا بھی درج ہے، جس نے تمام نیکیوں کو ڈھانپ لیا ہے۔ پھر میں نے ندامت سے اپنے سر کو جھکا لیا۔ جس کی بدولت ارشادِ باری تعالیٰ ہوا" جا ہم نے اپنی رحمت سے اس معصیت کو بھی معاف کر دیا"۔ ﴿تذکرۃ الاولیاء:۲۳۶﴾

پیر کی بدولت تمام مریدوں کی بخشش

حضرت قُطبُ الدّین اولیاء ابو اسحٰق ابراہیم بن شہریار گازرونی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تمام ارادت مندوں کے نام اپنے دفتر میں درج کر لئے تھے۔ اور آخری وقت یہ وصیت فرمائی کہ اس دفتر کو میری قبر میں رکھ دینا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے دفتر کو قبر میں رکھ دیا گیا۔

انتقال کے بعد خواب میں کس نے دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "اللہ عزوجل نے معمولی بخشش تو یہ فرمائی کہ میرے دفتر میں درج شدہ تمام مریدوں کی مغفرت فرما دی"۔ آپ ہمیشہ یہ دُعا کرتے تھے کہ یا اللہ! جو میرے پاس اپنی کوئی حاجت لے کر آئے اس کی مُراد پوری ہو۔ ﴿تذکرۃ الاولیاء:۲۸۲﴾

طہارت کی بدولت اعلیٰ مراتب

حضرت ابو اسحٰق ابراہیم بن احمد خواص رحمۃ اللہ علیہ کو کسی بزرگ نے خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ آپ نے فرمایا گو میں نے دنیا میں بہت زیادہ عبادت کے ساتھ ساتھ توکل بھی اختیار کیا، لیکن انتقال کے وقت چونکہ میں باوضو تھا، اس لیے مجھے توکل و عبادت کے اجر کے ساتھ طہارت کے صلہ میں وہ اعلیٰ وارفع مرتبہ عطا فرمایا گیا، جس کے سامنے جنت کی تمام نعمتیں ہیچ ہیں، اور اللہ عزوجل نے مجھ سے فرمایا اے ابراہیم! "یہ مرتبہ تیری طہارت و پاکیزگی کے صلہ میں عطا کیا گیا ہے" کیونکہ ہماری بارگاہ میں پاکیزہ وباطہارت افراد سے زیادہ کسی کو کوئی مرتبہ حاصل نہیں ہوتا۔ ﴿تذکرۃ الاولیاء:۳۳۳﴾

Scanned with CamScanner

مخلوق کی بھلائی سے بخشش

حضرت ابوقلابہ نے فرمایا دو آدمی بازار میں ایک دوسرے سے ملے۔ ایک نے دوسرے سے کہا۔ بھائی لوگوں کی غفلت کے سلسلہ میں اللہ عزوجل سے دعا کرتے ہیں۔ ان دونوں نے مل کر پھر ان میں سے ایک کا انتقال ہوگیا۔ اور وہ خواب میں دوسرے کے پاس آیا اور اس سے کہا۔ بھائی جانتے ہو کہ اللہ عزوجل نے ہماری مغفرت اسی رات کردی تھی۔ جس رات ہم بازار میں ایک دوسرے سے ملے تھے۔ مخلوق کے لئے دعا کرنا ان کے لئے رحمت کا طلب گار ہونا۔ خود انسان کو بھی اس رحمت میں حصہ دار بنا دیتا ہے۔ جیسا اس واقعہ سے ظاہر ہے۔

{❖ ربِّ کریم کا گنہگاروں سے پیار: ۱۱۳ ❖}

بسم اللہ کے احترام سے بخشش

ایک مردِ صالح نے بیان کیا کہ ایک بار میں اپنے بھائی کے پاس گیا، تو وہ نشہ میں تھا۔ میں نے اسے مارا، تو وہ اُلٹا پھرا، اور پانی میں گرا، اور ڈوب کر فوت ہوگیا۔ جب ہم اُسے دفن کر چکے، تو اسی رات کو میں نے خواب دیکھا کہ وہ جنت میں ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تُو مرا تو نشہ کی حالت میں تھا، اور پھر رہا ہے جنت میں، یہ کیا ماجرا ہے؟ اس نے کہا ہاں! یہ تو سچ ہے۔ جب میں تیرے پاس سے چلا آیا، اس وقت میری نظر ایک ورق پر پڑی تھی۔ جس پر "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ"، لکھی ہوئی تھی، میں اس کو نگل گیا تھا۔ پھر جب میرے پاس منکر نکیر آئے اور مجھ سے سوال کرنے لگے۔ میں نے انہیں جواب دیا کہ مجھ سے سوال کیسے کرتے ہو، حالانکہ اس کا نام میرے پیٹ کے اندر موجود ہے۔ اس وقت ایک آواز آئی "میرا بندہ سچ کہتا ہے، میں نے اسے بخش دیا"۔

{❖ ربِّ کریم کا گنہگاروں سے پیار: ۱۲۵ ❖}

عاجزی کی بدولت بخشش

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد کسی نے ان کو خواب میں دیکھا، اور پوچھا کہ اے یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ جب میں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو اللہ نے مجھ سے پوچھا اے یحییٰ بن

معاذ! بتا دنیا میں میرے لئے کیا کرتا رہا، اور میرے لئے کیا لے کر آیا؟ میں نے جواب دیا "اے ربِ قدوس! میں تو ابھی قید سے رہا ہو کر آیا ہوں، تو جانتا ہے کہ قید خانے میں کون سی راحتیں اور آسائشیں ہوتی ہیں، سوائے اس کے کہ وہاں بال بڑھ جاتے ہیں، گندگی کے باعث جوئیں پڑ جاتی ہیں، اور ایک قیدی بھاری قرض کے نیچے دب جاتا ہے، تُو تو جانتا ہے کہ دنیا والے بھی صرف اسی کا ساتھ دیتے ہیں، جو ان کا ساتھ دیتا ہے۔

لہٰذا میں تیرا مسکین اور عاجز بندہ دنیا کی جیل سے اسی حالت میں نکل آیا ہوں، جس حالت میں ایک قیدی لمبی قید کے بعد نکل آتا ہے۔ اے ارحم الراحمین! میں تیری بارگاہ سے رحم کی امید کرتا ہوں، اُس وقت میرے رب نے فرمایا اے یحییٰ بن معاذ! میرے بندوں کے لئے مجھ سے بڑھ کر کوئی زیادہ رحم کرنے والا اور سخاوت کرنے والا نہیں، لہٰذا جا میں نے تجھے جنت عطا کی اور تیری مغفرت کی۔ {❖ ربِّ کریم کا گنہگاروں سے پیار: ۲۵۳ ❖}

حسنِ ظن سے بخشش

وفات کے بعد حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کو بعض علماء کبار نے خواب میں دیکھا اور پوچھا اے مالک رحمۃ اللہ علیہ! اللہ عزوجل نے موت کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کیا معاملہ فرمایا؟ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل سے حسنِ ظن کی برکت سے اللہ عزوجل نے میرے گناہ معاف فرما دیئے اور مجھے بخش دیا۔

سہیل بن مہران رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کو ان کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا۔ میں نے کہا اے ابو یحییٰ! (یہ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت تھی) کاش مجھے بھی پتہ چل جائے کہ اللہ عزوجل کے حضور آپ کی پیشی کس طرح ہوئی؟ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں بہت زیادہ گناہ لے کر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں پیش ہوا لیکن اللہ عزوجل کی ذات کے ساتھ میرے حسنِ ظن نے میرے ان سارے گناہوں کو مٹا دیا (یعنی اللہ عزوجل کے ساتھ حسن ظن کی وجہ سے میرے سارے گناہ معاف کر دیئے گئے)۔

{❖ ربِّ کریم کا گنہگاروں سے پیار: ۳۳۳ ❖}

فہرس المراجع والمصادر

﴿۱﴾ اَنوارِ قمریہ/ملفوظات خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ/تالیف: قاری غلام احمد سیالوی/ادارہ تعلیمات اسلاف لاہور۔

﴿۲﴾ انوارُ الفرید/سیّد مُسلم نظامی دہلوی/صوفیہ دار الاشاعت کتب، بیت الفرید، اردو منزل، پاک پتن شریف۔

﴿۳﴾ نفحات الانس/علامہ عبد الرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ۔

﴿۴﴾ تذکرۃ الاولیاء/خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ/جہانگیر بک ڈپو اُردو بازار لاہور۔

﴿۵﴾ مہر مُنیر راز مولانا فیض احمد فیض رقطب خانہ درگاہ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف۔

﴿۶﴾ اسرارُ الاولیاء/ملفوظات حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ/مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہیوال۔

﴿۷﴾ شرح جوامع الکلم/ملفوظات حضرت سید محمد بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ/بزم اتحاد المسلمین، ۸۰/بی طارق روڈ، لاہور۔

﴿۸﴾ رَوضۃُ القیّومیۃ/خواجہ محمد احسان مجددی سرہندی/مکتبہ نبویہ لاہور۔

﴿۹﴾ مقام گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ/مولانا الحاج کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری۔

﴿۱۰﴾ بُستانِ صُوفیاء/مولانا الحاج محمد مرید احمد چشتی سیالوی/دربار عالیہ چشتیہ منصوریہ شکریلہ شریف گجرات۔

﴿۱۱﴾ تذکرہ علماء اہلسنت وجماعت لاہور/علامہ اقبال احمد فاروقی/مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور۔

﴿۱۲﴾ ذکرِ سیرانی/علامہ فیض احمد اویسی/مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور۔

﴿۱۳﴾ مخزنِ کمالات/عائشہ رحمٰن/لاثانی انقلاب پبلی کیشنز، ۲/۳۹ غلام رسول نگر فیصل آباد۔

﴿۱۴﴾ داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اور قطب اکبر گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ/غنی سکندر شیخ/مرکزی انجمن خدام الفقراء راولپنڈی۔

﴿۱۵﴾ شمع کلئیر/حضرت خواجہ شاہ محمد افضل/حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، ۶۸۔۶۷/راودر یز ہاؤسنگ سوسائٹی، بلاک ۷/۸، کراچی۔

﴿۱۶﴾ حَالِ سفر/پروفیسر باغ حُسین کمالؔ/دار الفیضان، نزد چپ بورڈ فیکٹری، جی۔ٹی۔روڈ، جہلم۔

﴿۱۷﴾ جنتی دروازہ/از فیض احمد اویسی/مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور۔

﴿۱۸﴾ بہشتی دروازہ/صاحبزادہ محمد محبّ اللہ نوری/انجمن حزب الرحمٰن، بصیر پور، اوکاڑہ۔

﴿۱۹﴾ مجموعہ علم وحکمت/سید مسعود الرحمٰن شاہ/علم و عرفان پبلیشرز، اُردو بازار، لاہور۔

﴿۲۰﴾ پاسبان بہشتی دروازہ/مفتی عبد المجید خاں سعیدی۔

﴿۲۱﴾ بہشتی دروازہ/پیر محمد امین ساجد۔

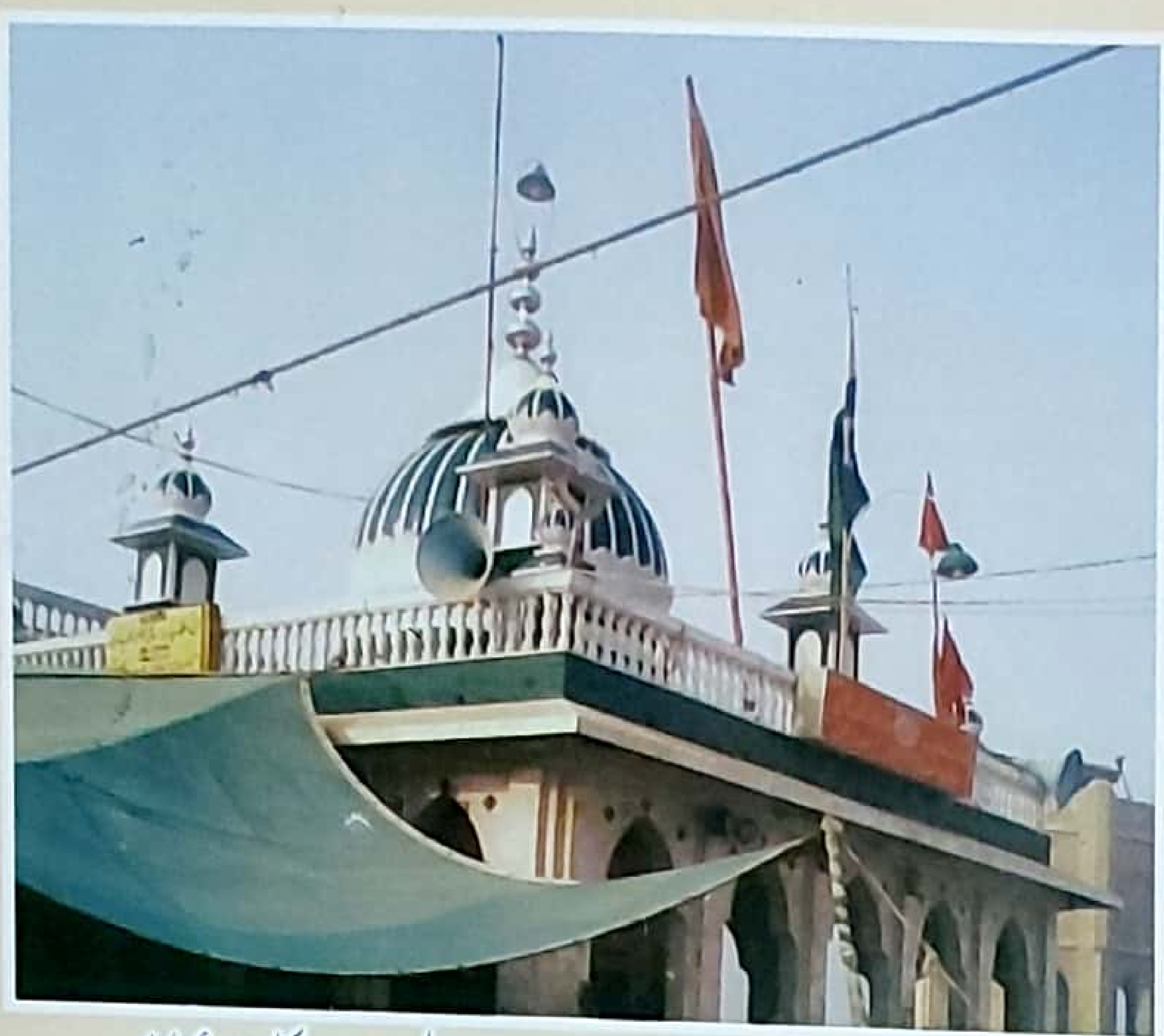
﴿۲۲﴾ خزینہ برکات ولی/پیر سید امام علی شاہ فریدی۔

﴿۲۳﴾ مقام فرید رحمۃ اللہ علیہ/صاحبزادہ مفتی محمد اقبال کھرل/مکتبہ اسلامیہ، ۴۰/اُردو بازار لاہور۔

﴿۲۴﴾ فرید الدین مسعود گنج شکر کی ایک جھلک/فیروز الدین احمد/فاطمہ پبلی کیشنز، ایچ۔۲/رومی گارڈن، خیابانِ رومی، کلفٹن کراچی۔

﴿۲۵﴾ بابا فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ/خالد حسین چشتی بی اے ایل ایل بی/مکتبہ فریدیہ پاکپتن شریف۔

﴿۲۶﴾ تاج العارفین/پیر محمد اجمل چشتی فاروقی/مرکزِ تعلیمات فریدیہ، فرید منزل چشتیاں شریف بہاولنگر۔



حجرہ مبارک حضرت مخدوم پاک سید علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ



مسجد اولیاء روضہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

Designed by: Tayyab Graphics 0321-4761150